مثالی لوگ

شہید ڈاکٹر مرتضیٰ مطہری





تدوین وترجمہ: علی قمر

بسم الله الرحمن الرحيم

مثالی لوگ (۹)

شہید مطہریؒ

ترجمہ

علی قمر

نشر شاھد

نام کتاب........ مثالی لوگ (شہید مطہریؒ)

مترجم........... علی قمر

تصحیح............ سید نجیب الحسن زیدی

سرورق............ محمد اشرف

ناشر.............. نشر شاھد

کمپوزنگ.......... وجاہت حسین

Isbn:978-964-394-373-8

فہرست

مقدمہ ناشر

ایران کے اسلامی انقلاب کی بہت سی برکتوں میں سے ایک ایسے ہمہ گیر چہروں کا ظہور ہے جو پوری ایک ملت کو بیدار کرنے اور اسے نئی زندگی عطا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ وہ تابناک چہرے ہیں جو ایک طرف بلند اسلامی افکار سے آشنا ہیں اور دوسری طرف میدان عمل میں بھی شریعت کی پیروی میں پیشگام ہیں، دشمنان دین کے مکر و حیلوں کو بھی جانتے ہیں اور ساتھ ہی محاذ کفر کے ساتھ بر سرپیکار رہنے پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور شاید پوری تاریخ میں کبھی بھی امت مسلمہ آج کی طرح بڑی شدت کے ساتھ ایسے چہروں کے انتظار میں نہیں تھی۔

اس قسم کے مفکرین ایک خاص قوم و سرزمین سے بالاتر ہیں اور چونکہ یہ لوگ خالص اسلامی فکر کے پرورش یافتہ ہیں لہذا ہر مسلمان کے لئے، چاہے وہ کسی بھی زبان یا قوم سے وابستہ ہو، ایک نمونہ اور آئیڈیل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس قسم کے تابناک چہروں کو پہچاننا ایک طریقہ

کی زندگی کے ایسے مختلف حالات وواقعات کا مطالعہ کرنا ہے جن سے ان کے بلند افکار، دینی بصیرت اور سماجی کردار کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

ہمیں بہت فخر ہے کہ ہم ایسے چند ایک اسلامی مفکرین کے حالات زندگی اردو میں پیش کر رہے ہیں جنہوں نے اسلامی انقلاب کی کامیابی میں ایک اہم رول نبھایا ہے ہمیں امید ہے کہ مسلمان جوان، ان عظیم ہستیوں کو اپنا آئیڈیل قرار دے کر اسلامی سرحدوں کے اندر، اسلامی فکر کی تقویت اور مذہبی اقدار کی بالادستی کے لئے کوشاں رہیں گے۔

اس مجموعہ کے لئے جن دوستوں نے تعاون دیا ہے ہم ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں خاصکر جناب علی قمر صاحب کا کہ جنہوں نے شہید مرتضی مطہری کے زندگی نامے کو اردو زبان میں ترجمہ کرنے کی زحمت اٹھائی ہے۔

انتشارات نشر شاہد

شہید مطہریؒ امام خمینیؒ کی نظر میں

شہید مطہری امام خمینی کے خاص اور بہت معتمد شاگرد تھے. آپ کی شہادت سے امام خمینی بہت متاثر ہوئے. آپ نے مندرجہ ذیل تعزیت نامہ کی شکل میں اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اناللہ وانا الیہ راجعون

میں اسلام کے عظیم الشان رہبروں اورامت مسلمہ خصوصا ایران کی مجاہد قوم کی خدمت میں عظیم شہید، مفکر، فلسفی اور عالی مقام فقیہ مرحوم شیخ مرتضیٰ مطہری قدس سرہ کی پر ملال اور غم انگیز شہادت پر تعزیت اور مبارکباد پیش کرتا ہوں ایسی شخصیت کی شہادت پر تعزیت کہ جس نے اپنی قیمتی زندگی اسلام کے مقدس اہداف کی راہ مین انحرافات اور خرافات سے جنگ کرتے ہوئے صرف کردی۔ ایسی شخصیت کی چوٹ

پر تعزیت کہ جو اسلام شناسی اور قرآن اور اسلام کے مختلف علوم وفنون میں کم نظیر تھی۔

میں نے اپنے بہت عزیز بیٹے کو کھو دیا ہے اور اس کے غم میں سوگوار ہوں۔ وہ ایسی شخصیتوں میں سے تھا کہ جو میری تمام زندگی کا سرمایہ ہیں۔ اس عظیم الشان شخصیت اور بزرگ عالم دین کی شہادت سے اسلام میں ایسا خلاء پیدا ہوگیا ہے کہ جسے کوئی چیز پر نہیں کرسکتی۔ میں اس قوم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جس کے پاس ایسی قربانی دینے والی شخصیتیں ہیں جو اپنی زندگی میں بھی اور اپنے مرنے کے بعد بھی اپنے علم کے نور سے عالم کو منور کرتی ہیں میں دین اسلام اور امت مسلمہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جس کی گود میں ایسی اولاد پروان چڑھتی ہے جو اپنی نورانی شعاؤں کے ذریعہ مردوں کوزندگی عطا کرتی ہے اور اندھیروں میں دیئے جلاتی ہے اگرچہ میں نے اپنا عزیز بیٹا جو میرے جگر کا ٹکڑا تھا کھو دیا ہے لیکن

پھر بھی مجھے فخر ہے کہ اسلام کے پاس ایسے بیٹے تھے اور ہیں۔

مطہری جو روح کی طہارت، ایمان کی قوت اور بیان کی قدرت میں کم نظیر تھے چلے گئے اور بارگاہ ربوبیت میں حاضر ہوگئے لیکن ظلم کرنے والے اور برا چاہنے والے سن لیں کہ ان کے مرنے سے ان کی اسلامی ،علمی اور فلسفی شخصیت نہیں مرسکتی۔ قاتل اسلام کے جیالوں کی اسلامی شخصیت کو قتل نہیں کرسکتے وہ لوگ جان لیں کہ خداوندعالم کے کرم سے ہماری قوم بزرگ شخصیتوں کے چلے جانے سے ظلم ،فساد اور استعمار کے خلاف مقابلہ کرنے کے لئے اور زیادہ ہمت کے ساتھ آمادہ ہوجاتی ہے ،ہماری قوم نے اپنا راستہ پالیا ہے وہ گذشتہ ظالم حکومت اور اس کے طرفداروں کی جڑوں کو نیست ونابود کرنے کے سلسلہ میں ایک لمحہ کے لیے بھی خاموش نہیں بیٹھتی ہے. اسلام نے ہمارے عزیزوں کی فداکاریوں اور قربانیوں کے ذریعہ ترقی پائی ہے اسلام بعثت کے زمانے سے لے کر آج

تک شہادت کی بنیاد پر استوار رہا ہے ،خدا اور مظلومین کی راہ میں شہادت اسلام کی تعلیمات میں سرفہرست ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

"ومالکم لاتقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان" (نساء)

"اور آخر تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے جہاد نہیں کرتے ہو جنہیں کمزور بنا دیا گیا ہے "

یہ لوگ (قاتل) جنہیں اپنی موت اور شکست کا یقین ہوچکا ہے غیر انسانی جرائم کے ذریعہ انتقام لینا چاہتے ہیں یا اپنے خیال خام میں خدا کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو ڈرانا چاہتے ہیں ۔ہمارے ہر شہید کے ہر قطرہ خون سے مجاہدین پیدا ہوتے ہیں۔

ہم قربانی کے لئے حاضر اور شہادت کے لئے آمادہ ہیں

میں جمعرات ۱۲ مئی ۱۹۷۹ کے دن کو مجاہد فی سبیل اللہ شہید مطہری کی تجلیل کی خاطر عزای عمومی کا دن اعلان کرتا ہوں ،خداوندعالم سے اسلام کے اس عزیز فرزند کے لئے رحمت اور مغفرت اور اسلام کے لئے عظمت اور عزت کا خواہاں ہوں ،سلام ہو راہ حق اور آزادی کی راہ کے شہیدوں پر۔

حوزہ علمیہ اور یونیورسٹی کے درمیان ارتباط

مغربی تہذیب سے متاثر ہوکر رضاخان یہ چاہتا تھا کہ حوزہ علمیہ اور یونیورسٹی کے درمیان جدائی ڈال دے کیونکہ ان دونوں طاقتوں کے درمیان اتحاد کی صورت میں اس کی حکومت کو خطرہ تھا اسی لئے یہ حکومت مغرب کی پالیسی "اختلاف ڈالو اور حکومت کرو" پر استوار تھی ایسے وقت میں شہید مطہری نے یونیورسٹی کا رخ کیا اور اس فضا میں کہ جس میں یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹ روحانیت کے لباس سے بیزار سے تھے، آپ نے لباس روحانیت پہن کر انہیں کے درمیان زندگی بسر کی اور وہ بھی اس طرح کہ وہی اسٹوڈنٹ ہر طرف سے مایوس ہو کر اپنی مشکلات میں شہید کی طرف رخ کرنے لگے۔

شہید مطہری کی اس کامیابی کا راز رہبر انقلاب حضرت آیۃ اللہ خامنہ ای کے نزدیک آپکی جدوجہد اور ان کی شخصیت کی بے نیازی ہے، علمی کاوشیں اس طرح کہ انہوں نے

خود یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی تھی وہاں کے اسٹوڈنٹس کے ساتھ مانوس تھے وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں ،انجینیروں اور ڈاکٹروں وغیرہ کی بزم میں آمدورفت تھی اور ان کے درمیان ایک مقام رکھتے تھے آپ اس جدید فرہنگ کے درمیان بھی لائق احترام، محبوب اور کامیاب شخصیت کے حامل تھے۔

شہید کی کامیابی کا دوسرا راز آپ کی شخصیت کی بے نیازی ہے اس دوران یونیورسٹیوں کی فضا ایسی تھی کہ وہاں کے تعلیم یافتہ افراد حوزہ کی تعلیم کو تعلیم نہیں سمجھتے تھے اور حوزہ کے طلاب کو جاہل سمجھتے تھے ایک روحانی کے پاس اٹھنے بیٹھنے کو اپنے وقت کی بربادی سمجھتے تھے اسی طرح حوزہ کی فضا بھی کچھ ایسی ہی تھی علماء حضرات یونیورسٹیوں میں پڑھنے والوں کو بے دین ،عوام اور نادان سمجھتے تھے گویا فضا ایسی تھی کی کوئی بھی ایک دوسرے کو قبول کرنے اور ایک دوسرے سے نزدیک ہونے کے لئے تیا نہیں تھا جس کے نتیجہ میں دشمن فائدہ

اٹھارہا تھااور حوزہ اوریونیورسٹی کے درمیان دوریاں بڑھتی جارہی تھیں ایسے وقت میں آپ نے تدریس کے لئے یونیورسٹی کارخ کیا.جب وہاں کے طلاب نے ایک روحانی کواتنی صلاحیتوں کے ساتھ دیکھاتوروحانیت کے بارے میں ان کے نظریہ میں تبدیلی آئی اس لئے کہ شہید کے فلسفہ اوردیگرعلوم کے دروس اتنے قوی ہوتے تھے کہ حتی یونیورسٹی کے استادآپ کے درس میں شرکت کرنے لگے تھے۔

دوسری طرف جب حوزہ کے علماء دیکھتے تھے کہ شہیدمطہری جیساعالم دین اپنی اس عظیم شخصیت کے باوجود یونیورسٹی سے منسلک ہے اوروہاں کے اساتیداورطلاب سے رابطہ رکھتاہے توان کے طرز تفکراور سوچ میں تبدیلی آئی اوراس طرح دونوں ایک دوسرے سے نزدیک ہوئے جس کے نتیجہ میں غلط فہمیاں دور ہوئیں اوربعد میں ایران کے اسلامی انقلاب کی کامیابی میں حوزہ اوریونیورسٹی شانہ بہ شانہ نظرآئے۔

شہید مطہری ایک عرفانی شخصیت

شہید مطہری جہاں فلسفہ اورمنطق میں ماہرتھے وہیں عرفان میں بھی ایک مقام رکھتے تھے .حافظ کے عرفانی اشعارکے بہت شیداتھے ہرشب قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے اسی طرح نماز شب کے پابند تھے اوران کایہ کام سفرمیں بھی ترک نہیں ہوتا تھا،ان کے گھرمیں بھی یہی فضاحاکم تھی آپ کی زوجہ محترمہ اورآپ کے بچے اسی فکرسے متاثرتھے گھرمیں ایک معنوی اورروحانی ماحول تھا۔

شہیدکی شخصیت پراس سلسلہ میں معنوی اورروحانی اساتید کااثرتھامثلامرحوم آیتہ اللہ میرزاعلی شیرازی کہ ان کی تصویر شہید مطہری نے اپنے خصوصی کمرے میں لگارکھی تھی . جب آپ قم آئے توامام خمینیؒ کی توجہ کامرکزقرارپائے۔امام خمینیؒ آپکو اپنابیٹا کہتے تھے۔

شہید کابھی رابطہ مفسرعظیم الشان اسلام آیتہ اللہ

سید محمد حسن طباطبائیؒ سے تھا۔ آپ علامہ طباطبائی سے فلسفہ کے علاوہ عرفان کادرس بھی حاصل کرتے تھے شہید نے علامہ طباطبائی سے طویل مدت تک شرف تلمذ حاصل کیاان کے علاوہ آپ نے آیۃ اللہ نجفی قوچانی سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا، آقای قوچانی سیاحت شرق اورسیاحت غرب جیسی کتابوں کے مصنف ہیں سیاحت غرب جو عالم برزخ کے حالات پر مشتمل ہے کے بارے میں شہید مطہری فرماتے ہیں کہ یہ کتاب استاد محترم نے اپنے خیالات کے مطابق نہیں لکھی ہے بلکہ اپنے مکاشفات کے مطابق تحریر فرمائی ہے۔

استاد شہید مطہری ایک علمی شخصیت

"حجۃ الاسلام والمسلمین علی دوانی کی زبانی ایک مختصر تعارف"

شہید مطہری حقیقی معنی میں عالم تھے آپ ذکر، فکراور علمی بحث وگفتگو کے عاشق تھے۔ جس کتاب کا بھی مطالعہ کرتے تھے آپ کی نظرمیں اس میں جو اہم نکات ہوتے انہیں نوٹ کرلیتے تھے۔

آپ نے شیعہ ،سنی مسلم اورغیرمسلم علماء کی کتب حدیث، فقہ، اصول، تفسیر، فلسفہ، منطق،کلام ،درایہ، رجال، زندگینامہ، تاریخ، شعر و ادب وغیرہ سب سے استفادہ کیا اوراکثران کتب کے مطالب اپنی تقاریر میں بیان فرماتے تھے۔

جب بھی کوئی ان سے بات کرتا آپ اس گفتگو کو علمی رنگ دینے کی کوشش کرتے ، یہان تک کہ روزمرہ کی گفتگو میں بھی حتی الامکان کوشش کرتے کہ آیات روایات ،

انبیاء ، ائمہ اور علماء کے واقعات وغیرہ کی آمیزش ہو تاکہ بات کرنے والا خالی ہاتھ نہ جائے۔

ایسی ہر علمی گفتگو میں سامنے والے کو غور و فکر، مطالعہ ، کتابوں کی طرف مراجعہ اپنے مطالعات کی خلاصہ نویسی اس کے مباحثہ اور حفظ کرنے کی تاکید کرتے تھے ، انہیں ایسی گفتگو میں مزہ آتا جو علمی اور نئے نکات پر مشتمل ہو۔

آپ یہ دیکھتے کہ بحث علمی ہو اب وہ چاہے شہید اول ، شہید ثانی ، شیخ طوسی وغیرہ کی ہو یا پھر ڈکارت ہیگل ، نیوٹن اور مارکس وغیرہ کی ۔ آپ نہ نظام سرمایہ داری کے موافق تھے اور نہ ہی شوشلزم کے طرفدار، بلکہ میانہ روی کو بہترین طریقہ مانتے تھے۔

جو لوگ پوسٹ ومقام، جاہ وجلال، اور مال ومنال کے حصول کی خاطر اسلام کو وسیلہ قرار دیتے تھے اور اسلام کے نام پر اپنے مادی مقاصد حاصل کرنا چاہتے تھے، شہید ایسے لوگوں

کے شدید مخالف تھے اور ایسے لوگ آپ کو ایک آنکھ بھی نہیں بھاتے تھے۔

آپ ایک فلسفی ، فقیہ اور اسلامی دانشور تھے اور بلند افکار اور وسیع دید کے مالک تھے ۔ آپنے آیۃ اللہ بروجردیؒ اور آیۃ اللہ خمینیؒ کی طرح دین اسلام اور مذہب تشیع کی حقیقت کو اپنے پورے وجود کے ساتھ لمس کیا تھا، آپ خدا، آخرت، حساب وکتاب اور قیامت پر حقیقی معنی میں ایمان رکھتے تھے اور اس سلسلہ میں پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ اطہار علیہم السلام کو اپنا نمونہ عمل قرار دیتے تھے اور ان کی سیرت پر چلتے تھے۔

استاد شہید مطہری مال ومنال اور جاہ ومقام کی قطعی فکر نہیں کرتے تھے اسی طرح کبھی نام ونمود اور شہرت کی پرواہ نہیں کرتے تھے بلکہ ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی ، او بہبودی کے خواہاں رہتے تھے ، اور بہت سے دوسرے افراد جو مادی اور دنیوی مفادات کے چکر میں رہتے تھے آپ ایسے افراد

سے بہت دور تھے،اسلام اور شیعہ علماء کی ساکھ کی بقاء کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔

آپ حوزہ علمیہ اور روحانیت کے اندر ایک عظیم اور بنیادی تبدیلی کے لئے بہت کوشاں تھے اور در واقع یہی چیز آپ کے تمام امور اور افکار کا محور تھی. آپ اپنی تقریروں اور تحریروں میں اس بات کا خاص طور سے اظہار کرتے تھے کہ حوزہ میں ایک تبدیلی کی ضرورت ہے۔

آزادی شہید مطہری کی نظرمیں

شہید مطہری آزادی بیان اور آزادی فکر کو ایک بلند مقام دیتے تھے آپ قائل تھے ہر انسان کو اپنے عقیدہ کو اظہار کرنے اور اس کو بیان کرنے کا پورا اختیار ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ عقیدہ خود اس کی فکر کا نتیجہ ہو یعنی وہ اپنی تحقیقات اور اپنے تفکرات کے نتیجہ میں اس نتیجہ تک پہونچا ہو، اور دوسری شرط یہ کہ اپنی رائے کے اظہار اور اپنے عقیدہ کو بیان کرنے میں منافقت کا سہارا نہ لے ،بہت سے ایسے عقائد جو اپنے آباء واجداد کی غلط فکروں کا نتیجہ ہوں یا پرانے اور غلط رسم ورواج سے متاثر ہو کر اپنائے گئے ہوں اور اس کے پیچھے کوئی عقلی دلیل نہ ہو ایسے عقائد کھلم کھلا بیان نہیں ہونے چاہئیں، اگر ایسے موقع پر کوئی آزادی بیان کا نعرہ لگا کر اس طرح کی باتوں کو رائج کرنا چاہے تو اس پر پابندی لگنی چاہئے ،اس لئے کہ آزادی بیان کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ جو انسان کے

منہ میں آئے کہہ ڈالے۔

آزادی بیان کی ایک حد ہوتی ہے اور کسی کو بھی اس حد سے تجاوز کرنے کا حق نہیں ہے، شہید مطہری کی نظر میں آزادی بیان کی حد منافقت تھی ،آپ قائل تھے کہ جو افراد اسلام اور اسلامی جمہوری کے قائل نہیں ہیں اگرچہ انہیں بھی اپنی رائے کے اظہار کا حق ہے لیکن شرط یہی ہے کہ اول تو وہ رائے ان کی فکر کا نتیجہ ہو نہ کہ اندھی تقلید کا اور دوسرے یہ نفاق کا سہارا نہ لیں، اگر کوئی اسلام یا رسول اکرمؐ پہ اعتقاد نہیں رکھتا بلکہ کوئی دوسرا عقیدہ رکھتا ہے اور اس عقیدہ کو بیان کرنا چاہتا ہے تو اپنے عقائد کو اسلام کا نام لے کر نہ پیش کرے، اسلام کے پرچم تلے اور اسلام کی نقاب اوڑھ کر اسلام کے خلاف آواز بلند نہ کرے اگر کوئی اسلامی جمہوری کا مخالف ہے تو امام خمینیؒ کے نام پر اپنے افکار کی ترویج نہ کرے ،اپنے جلسات میں اپنے پروگراموں میں امام خمینیؒ کا فوٹو آگے آگے نہ

رکھے بلکہ جو کچھ کہنا ہے جو کرنا ہے اسے اپنے ہی نام سے اور اپنے عقیدے کے نام سے پیش کرے ،اسلام اور اسلامی جمہوریہ کا نام لے کر لوگوں کو دھوکا نہ دے ،وہ بھی اپنی بات پیش کریں ہم بھی اپنی بات پیش کریں، تاکہ لوگ آزادی اور شفافیت کے ساتھ دونوں عقیدوں میں سے اپنی مرضی کے مطابق کسی ایک کا انتخاب کر سکیں ۔

شہید مطہری کے اس نظریہ کی وجہ یہ تھی اس دوران بعض افراد اپنی ہوا و ہوس کے مطابق کسی عقیدہ کو چنتے تھے پھر آیات اور روایات کا سہارا لیتے تھے اور اس کے مطالب کو اپنی مرضی کے مطابق تحریف کر کے اپنے عقیدہ کی تائید کے سلسلہ میں پیش کرتے تھے ،شہید ایسے افراد کا پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے ،جب تک وہ لوگ منافقت کا سہارا نہیں لیتے تھے ،شہید بھی بہت پوری فکری آزادی کا خیال رکھتے ہوئے اور صلح آمیز طریقہ سے پیش آتے تھے لیکن جیسے ہی سامنے والا نفاق

کاراستہ اختیار کرنا چاہتا تھا آپ اتنی شدت سے مقابلہ کرتے تھے کہ آپ کے ساتھیوں کے لئے بھی تعجب کا باعث ہوتا تھا خاص طور سے ان افراد کے لئے کہ جو آپ کو بہت بردبار اور سمجھوتے کی پالیسی اپنانے والا سمجھتے تھے اس سلسلہ میں ہم بطور مثال مجاہدین خلق پارٹی کے ساتھ آپ کے سخت رویہ کو پیش کرسکتے ہیں، کیونکہ آپ جان گئے تھے کہ اس پارٹی کا تعلق مارکسیزم سے ہے اور یہ لوگ قرآن اور نہج البلاغہ کو لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

اسی طرح ڈاکٹر شریعتی کو حسینۂ ارشاد میں لانے والے آپ ہی تھے اس سلسلہ میں آپ کہتے تھے کہ اگر میرا شریعتی سے نظریاتی اختلاف ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر شریعتی دین مبین اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں لہذا انہیں یہ موقع فراہم کرنا ضروری ہے یہ اور بات کہ آپ وقتاً فوقتاً ان کے غلط نظریات پر تنقید اور تبصرہ کرتے رہتے تھے۔

آپ کے اس رویہ کی وجہ شاید یہ تھی کہ آپ کو اپنے علم اور اپنے تجربات پر پورا اعتقاد تھا، لہذا آپ کے لئے اس میں کوئی پریشانی نہیں تھی کہ اپنے مخالفوں کو موقع دیں آپ مخالفوں کی کمزوریوں کو جانتے تھے اور سمجھتے تھے کہ کس شخص کے ساتھ کب، کس طرح سے پیش آنا چاہئے۔

مسائل سے نپٹنے کے سلسلہ میں شہید مطہری کا طریقہ کار

شہید مطہری عام طور سے مسائل کو حل کرنے کے لئے مثبت رویہ اختیار کرتے تھے ،معاشرہ کے ضروری مسائل کا بہت دقت سے جائزہ لیتے اور حتی الامکان ان کے حل کرنے کی کوشش کرتے تھے آپ کی پوری کوشش ہوتی کہ کہیں سختی سے کام نہ لیناپڑے اور نرمی کے ساتھ مسائل حل ہوجائیں، لیکن جہاں سختی کی ضرورت ہوتی وہاں آپ پورے اعتماداور پوری قوت کے ساتھ میدان میں آجاتے اور کبھی یہ نہ سوچتے کہ کہیں اس سے لوگوں کے درمیان میری محبوبیت کم نہ جائے ،آپ کا ہدف یہ تھا کہ برے کو نہیں بلکہ خود برائی کو معاشرے سے اکھاڑ پھینکیں،اوراسلام اوراحکام اسلام معاشرہ میں رائج ہوں۔

لوگوں کے درمیان میری بدنامی ہوگی یانیک نامی اس کی آپ کو فکر نہیں تھی،یہی وجہ تھی کہ جب آپ مجاہدین خلق

پارٹی کے مقابلے پر آئے تو لوگوں کے درمیان آپ کی محبوبیت کافی گھٹ گئی ،کیونکہ وہ لوگ جوانوں اوریونیورسٹی کے اسٹوڈنس کے درمیان نفوذ رکھتے تھے جس کا فائدہ اٹھاکر انھوں نے شہید کو خوب بدنام کیا،جبکہ وہ ایساموقع تھا کہ سیاسی اعتبار سے لوگوں کے درمیان مقبولیت کی کمی یازیادتی کافی اہمیت رکھتی تھی۔

آپ طرف مقابل کی عوام میں پکڑ دیکھتے تھے اور یہ دیکھتے کہ اسکی باتوں سے عام لوگوں کے بہکنے کا کتنا امکان ہے اگر لوگوں میں اسکی کوئی پکڑ نہیں ہوتی تو آپ اسکی باتوں کے جواب میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے تھے لیکن اگر کوئی علمی لحاظ چاہے کم ہی ہو لیکن لوگوں میں اس کا نفوذ ہوتا لوگوں کے بہکنے کے امکانات پائے جاتے تو آپ پوری قوت سے اس کے مقابل میں ڈٹ جاتے اوراچھی بری فکر کو لوگوں کے سامنے اجاگر کردیتے تاکہ لوگ خود حق وباطل کا فیصلہ کرسکیں۔

البتہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان نا سمجھی اور نا تجربہ کاری کی بنیاد پر دشمن کی خود مدد کر بیٹھتا ہے مثلاً ایک منحرف شخص نے پچاس لوگوں کے مجمع میں کوئی بات کہی تو اس کی تاثیر انہیں پچاس لوگوں تک محدود رہے گی لیکن اگر اس کو اچھالنا شروع کردیں کہ فلاں شخص تو ایسا ہے اور اس کی ایسی فکر ہے !اس نے فلاں بات کہی وغیرہ اور ان باتوں کو اخبار اور ریڈیو، ٹیلویژن تک پہونچادیں تو اب اس شخص کی بات لاکھوں لوگوں تک پہونچ جائے گی،شہید مطہری ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اقدام کرتے تھے ،اور صرف اتنی ہی حد تک اس شخص پر تنقید کرتے کہ بات بگڑنے نہ پائے۔

مسائل سے نپٹنے کے سلسلہ میں ہر گز غصہ یا اسٹرس سے کام نہ لیتے حالانکہ مخالفین کی کوشش یہی رہتی کہ کس طرح آپ کو غصہ دلا کر اپنی مرضی کے مطابق باتیں اگلوالیں لیکن آپ نہایت سنجیدگی بے حد متانت اور بہت سوچ سمجھ کر قدم

مثالی لوگ........ شہید مطہریؒ

اٹھاتے تھے۔

یہاں تک کہ اپنے روزمرہ کے مسائل اور گھریلو معاملات میں بھی کسی نے آپ کو غصہ ہوتے ہوتے نہیں دیکھا کبھی اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے ہٹ دھرمی یا تندی سے کام نہ لیتے،ہمیشہ منطقی گفتگو کرتے اور دلیل کے ذریعہ اپنی بات ثابت کرتے کیونکہ کبھی اپنی ذات کے بارے میں نہیں سوچتے تھے بلکہ اسلام اور انقلاب اسلامی آپ کی فکر کا محور تھا اور جو کچھ اس سلسلہ میں انجام دیتے تھے خدا کی قربت کے لئے انجام دیتے تھے آپ کی اسی نرمی کی وجہ سے بعض لوگ آپ کو حق ضد انقلاب کہنے لگے تھے کہ یہ تو یونیورسٹی میں درس دیتے ہیں لہذا حکومت سے ملے ہوئے ہیں ساواک سے ان کی سانٹھ گانٹھ ہے لیکن آپ بہت صبر و تحمل کے ساتھ ان تہمتوں کو برداشت کرلیتے اور کسی رد عمل کا اظہار نہ کرتے جب کے احباب آپ سے اس سلسلہ میں کہتے کہ آپ خاموش کیوں

ہیں توآپ جواب دیتے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ تمام باتیں واضح ہوجائیں گی اورلوگ سمجھ لیں گے کہ کون انقلابی ہے اورکون غیرانقلابی ،لوگ آیۃ اللہ طالقانی اورآقای منتظری سے آپ کاتقابل کرتے کہ یہ لوگ انقلاب کے لئے بہت کام کرتے ہیں اورمطہری اس سلسلہ میں کچھ نہیں کرتے توآپ اپنے احباب کویہ کہہ کرچپ کردیتے کہ آیۃ اللہ طالقانی اورآقای منتظری نے مجھ سے زیادہ زحمت اٹھائی ہے اورجیل بھی گئے ہیں لہذاحق یہی ہے کہ لوگ ان کومجھ سے زیادہ مانیں،آپ یہ چاہتے تھے کہ کام ہوناچاہئے نام چاہے کسی کاہو۔

شہید مطہری اورخودسازی

شہید مطہری کی روزمرہ کی زندگی میں، خاموشی، ذکر خدا اور نماز شب آپ کی عادت بن چکی تھی، اکثر "افوض امری الی اللہ، ان اللہ بصیر بالعباد" کا ورد کرتے رہتے۔

جب حسینہ ارشادمیں آپ کی بے حرمتی ہوئی اوربہت سے لوگوں نے آپ پربے جاالزامات لگائے توآپ کوبہت زیادہ روحانی اذیت ہوئی اورآپ عرفان کی طرف اورزیادہ متوجہ ہوئے اس سلسلہ میں آپ نے اپنے استادمحترم آیۃ اللہ علامہ سید محمد حسین طباطبائی سے مشورہ کیاکہ کسی انسان کامل کاتعارف کرائیں تاکہ آپ ان کی شاگردی اختیارکرسکیں۔

علامہ طباطبائیؒ نے سید محمد حسین تہرانی کی طرف آپ کی رہنمائی فرمائی ،آیۃ اللہ تہرانی اگرچہ سن کے لحاظ سے بھی شہید مطہری سے چھوٹے تھے اورعلمی اعتبارسے بھی کم لیکن صفات وکمالات کے عنوان سے انسان کامل کے صفات کے حامل

تھے،لہذااس دن کے بعد سے شہید مطہری نے آپ کی شاگردی اختیار کرلی اوربہت خلوص اورپورے اعتماد کے ساتھ آپ کی مریدی میں رہے۔

شہید مطہری کا طریقہ کار

امام خمینیؒ کی رہبری میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد شہید مطہریؒ کی عقیدتی اورسیاسی جنگ کھلے عام شروع ہوگئی اس سلسلہ میں آپ امام خمینیؒ کی ہدایتوں کاسہارالیتے تھے ،اس لئے کے آپ نے درحقیقت انہیں کے زیرسایہ تعلیم وتربیت حاصل کی تھی۔

آپ کی عقیدتی جنگ اس طرح تھی کہ آپ اسلامی مسائل کے بارے میں اپنے نئے نظریات اورنئی فکر پیش کرتے تھے جو سنتی فکر کے افراد کے نظریوں سے میل نہیں کھاتی تھی لہذان میں بعض آپ کی مخالفت میں کھڑے ہوئے اورآپ پر مختلف طرح کے الزامات لگاکرآپ کوبدنام کرناشروع کردیا،ان اختلافات میں ان افرادنے بھی آپ کاساتھ چھوڑدیاجوآپ کے افکار سے متفق تھے اورآپ سے دوستی اورہمدردی کادم بھرتے تھے کیونکہ مقابل میں ایسی شخصیتیں

تھیں جن کے سامنے آواز اٹھانا آسان نہیں تھا،ان لوگوں نے ان اختلافات کو نظریاتی اختلاف کے بدلے عقیدتی اختلاف کا نام دیدیا۔

یہ اختلاف اس وقت اور زیادہ شدت اختیار کر گیا جب حسینہ ارشاد کی تاسیس ہوئی اور شہید مطہری نے ڈاکٹر شریعتی کو وہاں تقاریر کرنے کی دعوت دی ،ڈاکٹر شریعتی قدیم اور سنتی فکر کے مخالف تھے اور اسلام کے اعتقادی،تاریخی اور دیگر مسائل میں جدید نظریات پیش کرتے تھے حالانکہ شہید مطہری ڈاکٹر شریعتی کے تمام نظریات سے متفق نہیں تھے اور خود ان کی مخالفت کرتے تھے لیکن چونکہ انہیں حسینۂ ارشاد میں لانے والے آپ خود تھے لہذا سنتی فکر والے افراد ڈاکٹر شریعتی کے افکار کو آپ کے نظریات قرار دیتے تھے ،یقیناً شہید مطہری کی زندگی کا یہ دور سب سے زیادہ بحرانی دور تھا اس دور میں آپ کو تین محاذ پہ مقابلہ کرنا پڑ رہا تھا۔

۱۔سیاسی محاذ اور حکومت سے مقابلہ: شاہ کی ظالم وجابر حکومت آزادی کی فکر رکھنے والے تمام افراد کی نگرانی کرتی تھی،حکومت کی ساواک نام کی جاسوسی ایجنسی کے پاس ایسے تمام افراد کی فائلیں موجود تھیں،ساواک ان تمام افراد کے فکری رجحانات کو جانتی تھے ان میں سے ہر ایک کو ایک خاص طریقہ سے انڈر پریشر رکھتی تھی اور شیطان کی طرح ہر وقت انکی تاک میں لگی رہتی تھی اور ان کی تمام کاروائیوں پہ نظر رکھتی تھی اور جہاں خطرہ محسوس کرتی ان افراد کے سرگرمیوں پر پابندی عائد کردیتی ،شہید مطہری بھی انہیں افراد میں سے ایک تھے اسی لئے انقلاب سے ایک سال پہلے آپ کی تقاریر پہ پوری طرح پابندی لگادی گئی تھی اور صرف یہی نہیں بلکہ حسینۂ ارشاد اور دیگر مساجد وامام بارگاہوں کہ جو آپ اور آپ کے ہم فکر افراد کے محاذ کے طور پہ جانی جاتی تھیں انھیں بند کر دیا جاتا تھا۔

یونیورسٹی کے بعض اساتذہ کو عقیدتی اور علمی اعتبار سے

شہید مطہری کے خلاف ورغلاکران کے مقابل میں لاکھڑاکیا۔کئی سال تک یونیورسٹی میں آپ کوتدریس نہیں کرنے دی ،یہاں تک کہ جب ۱۳۴۳ ش.ق.میں اساتذہ کی ترقی کی نوبت آئی توجوافراد آپ سے علمی لحاظ سے کم تھے ان کی ترقی کردی گئی اورآپ کوترقی سے محروم رکھاگیا۔اگرچہ آپ کے لئے اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی لیکن اس طرح آپ کی توہین کرنے کی کوشش کی گئی البتہ بعدمیں آپ نے اپنے علم کے بل بوتے پران تمام اساتذہ پراپنی برتری ثابت کی اورحکومت کے اہل کاروں کومنھ کی کھاناپڑی۔

آپ کاحکومت کے خلاف مقابلہ کاطریقہ کارمنفردتھاآپ ظاہراایک پرسکون ،سیاست سے دوراورتحقیق اورتالیف سے کام رکھنے والے آدمی تھے اوراپنی انقلابی سرگرمیوں کوغیرانقلابی یہاں تک کہ ان انقلابیوں سے بھی جوباریکیوں کونہیں سمجھتے تھے پوشیدہ رکھتے ، یہ ٹھیک ہے کہ آپ اپنے اکثراوقات

کولکھنے اورتحقیقی کاموں میں صرف کرتے تھے لیکن ایسانہیں تھاکہ آپ مصلحت اندیش ہوں اورخطروں سے پرہیزکرتے ہوں جیساکہ بعض افرادکاخیال تھا ،یہ شیوہ آپ نے ائمہ معصومین سے سیکھاتھاجس طرح ائمہ کے زمانے کے افراطی انقلابی شیعہ ائمہ علیہم السلام کوکھلم کھلاحکومت سے مقابلہ نہ کرنے کی وجہ سے برابھلاکہتے تھے اوران کی شان میں گستاخی کرتے تھے اورائمہ معصومین ان لوگوں کے باتوں سے متاثرہوئے بغیرخالص اسلام کی ترویج میں مشغول تھے اسی طرح شہیدمطہری معترضین کے اعتراضات سے بے پرواہ ہوکرانقلاب کی راہ میں اپنی کوششیں جاری رکھے ہوئے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان کاسیاسی طریقہ کارایک منطقی اورہدف مند طریقہ کارتھاوہ اپنی تقریروں اورتحریروں میں حملہ اورہٹ دھرمی کا رویہ اختیارنہیں کرتے تھے اورانقلابی ہونے کامظاہرہ نہیں کرتے تھے آپ کانظریہ یہ تھاکہ مقابلہ صحیح

نقشہ کے مطابق اور پوری طرح سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے اسی صورت میں اس سے کوئی نتیجہ حاصل ہوسکتا ہے آپ کی نظر میں مقابلہ سے پہلے مقدمہ چینی کی ضرورت تھی اور وہ یہ کہ مقدمات صحیح اسلامی فکر کے مطابق ہونے چاہئیں اگر اعلانیہ مقابلہ اور جدل کی ضرورت ہو تو وہاں اعلانیہ جنگ کی جائے جیسا کہ آپ نے کیا بھی اور اسی وجہ سے آپ کو کئی مرتبہ جیل بھی جانا پڑا ۲۵۱ خرداد کے حادثہ کے موقع پر آپ اور آپ کے ساتھی دو مہینہ تک جیل میں رہے اور اس کے بعد بھی مختلف موقعوں پر آپ نے قید کی مشقتوں کو برداشت کیا، لیکن آپ بے جا غصہ اور آپے سے باہر ہوجانے کے مخالف تھے اور جوش کے ساتھ ہوش سے کام لینے کے قائل تھے اور پلاننگ کے ساتھ آگے بڑھنے کے قائل تھے۔ اور ہمیشہ اس طریقہ کار کی اپنی پوری قوت کے ساتھ حمایت کرتے تھے اسی وجہ سے آپ نے اپنے دوستوں خاص طور سے منتظری صاحب کی رہائی

کے لئے بہت کوششیں کیں اور جہاں بھی انہیں شہر بدر کیا جاتا فوراً وہاں پہونچتے ان سے تبادلہ خیال کرتے یہی طریقہ کار آپ اپنے دوسرے روحانی دوستوں کے ساتھ بھی اپناتے۔

اس کے علاوہ کبھی کبھی ایسی انقلابی سرگرمیاں کرتے جن سے حکومت پہلوی غصہ میں پیچ وتاب کھا کر رہ جاتی مثلاً انقلاب کی کامیابی کے کچھ سال پہلے شہید مطہری، علامہ طباطبائی اور سید ابوالفضل زنجانی کے دستخط کے ساتھ پوسٹر شائع ہوا جس میں ملک بدر اور پریشان حال فلسطینیوں کے لئے مدد کی درخواست کی گئی تھی آپ مشہد اور قم کے مراجع تقلید سے مل مل کر ان کو موثر اقدام کرنے پر آمادہ کرتے تھے ہمیشہ امام خمینیؒ سے رابطہ رکھتے تھے اور آپ سے ملنے نجف اور پیرس جاتے رہتے اور بہت سے ایسے کام انجام دیتے جس سے انقلاب پر آپ کے اعتقادات کا پتہ چلتا ہے لیکن جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے جوش

کے ساتھ ہوش نہیں کھوتے تھے اور بے ہودہ قسم کے کاموں سے پرہیز کرتے مثلا اسلامی انجمنوں کی کانفرس کہ جس کی بنیاد خود آپ ہی نے ڈالی تھی اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے جب اس میں بے ہودہ اور بغیر سوچے سمجھے طریقہ سے حکومت کے خلاف کاروائی ہونے لگی تو آپ نے اس میں شرکت کرنا بند کردیا اگرچہ بہت سے لوگوں کے لئے یہ بات تعجب خیز تھی لیکن جب انہوں نے باریکی سے دیکھا تو شہید کے اس عمل کو بالکل صحیح اور بر محل پایا، کیونکہ آپ انقلاب کی مستحکم بنیاد رکھنے کی کوشش میں تھے تاکہ انقلاب کی اسلامیت محفوظ رہے۔

۲: روایتی اسلام کے طرفدار یعنی اسلام میں پرانے ریتی رواج اور غیر معقول باتوں کی طرفداری کرنے والوں کے خلاف محاذ، روایتی اسلام سے مراد یہ ہے کہ آباء واجداد کی قائم کردہ جاہلانہ رسم ورواج پر باقی رہا جائے اور ان رسومات کی

حفاظت کے لئے جی جان سے کوشش کی جائے یا اپنے آپ کو سیاسی حالات کے سپرد کردیا جائے اور انتظار کیا جائے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے، پھر اپنے آپ کو اسی رنگ میں رنگ لیا جائے بظاہر نماز وروزہ بھی ہو اور عزاداری امام حسین علیہ السلام بھی، لیکن نہ اس نماز وروزہ میں روح ہے اور نہ عزاداری میں جان کیونکہ نہ امام حسین علیہ السلام کی شناخت ہے اور نا ہی آپ کے مقصد سے واقفیت، بس چونکہ ہمارے آباء واجداد مجلسیں کرتے چلے آرہے ہیں لہذا ہم بھی کر رہے ہیں۔

یہ محاذ وہ تھا کہ جہاں مقابلہ کرنا سیاسی محاذ پر مقابلہ کرنے سے کہیں زیادہ سخت تھا، یہاں زیادہ صبر اور تحمل کی ضرورت تھی، شہید مطہری اس محاذ پر دیگر تمام افراد سے زیادہ صبر و تحمل کے ساتھ مقابلہ پر اترے اس لئے کہ یہ مقابلہ مذہبی تھا اور یہی انقلاب کی بنیاد رکھ رہا تھا آپ اس مقابلہ کو اپنے اصلاحی پروگراموں کا اصلی خط مانتے تھے کہ جس کا ایک نتیجہ

سیاسی اوراجتماعی اصلاح ہے لہذااس میدان میں تہمتوں اوالزام تراشیوں کی قطعاپرواہ نہیں کرتے تھے اوراسی عاقلانہ طریقہ کارکے مطابق مردانگی کے ساتھ ڈٹے رہتے تھے اس میدان میں حق کامقابلہ حق سے ہی مشابہ چیز کے ساتھ تھا آپ نے اس سلسلہ میں بہت مصیبتیں برداشت کیں اورآپ کوایسے ایسے افرادسے چوٹ پہونچی جوسالوں سے آپ کے احباب کے زمرے میں آتے تھے اورپاس اٹھنے بیٹھنے والے تھے ،انہوں نے آپ کے حق کوپامال کیااورجدیدنسل اسلامی کی پرورش میں آپ کے کردارکودھندلاکرنے کی کوشش کی، آپ اس کااصلی محرک حکومت شاہ اورعالمی دہشت گرداسرائیل حکومت کومانتے تھے کہ جن کے چندٹکوں میں خریدے ہوئے چندخودفروش ان کی فکروں کواسلامی سوسائٹی میں پھیلارہے تھے ،ایسے ہی لوگ تھے جوشہیدمطہری پرطرح طرح کے الزامات لگاتے تھے انہیں میں سے ایک الزام یہ تھاکہ مطہری تواہل سنت کی

طرف مائل ہوگئے ہیں،شہیدمطہری اس طرح کے الزامات کویہ سوچ کربرداشت کرلیتے کہ میری کیااوقات ہے جب میرے آقااورمولاحضرت علی علیہ السلام کوبھی الزامات سے معاف نہیں کیاگیا۔

کہیں خوارج اپنی بے عقلی اورکم مائگی کی بنیادپرآپ کوکافرکہہ رہے تھے توکہیں اہل شام معاویہ کے پروپیگنڈے کی بنیادپرآپ کی مسجد میں شہادت کی خبرکوباورکرنے کے لئے تیارنہیں تھے اورکہہ رہے تھے کہ علی علیہ السلام کومسجد سے کیاکام!!

۱۳۵۰ھ.ش. میں مشہدیونیورسٹی میں شیخ طوسی کی ہزارویں کانفرس منعقدکی گئی اورشہیدمطہری کواس میں تقریرکی دعوت دی گئے آپ نے بادل ناخواستہ اس میں شرکت کی اور"شیخ طائفہ کااجتہادمیں مقام "کے عنوان کے تحت تقریرکی جس کوبہت پسندکیاگیاجب آپ تہران واپس

آئے تو خبر ملی کہ مشہد میں یہ مشہور کردیا گیا ہے کہ مطہری نے اپنی تقریر کے دوران اہل سنت کے خلفاء کی تعریف کی ہے آپ نے اپنے ایک شاگرد کو اپنی اس تقریر کے کیسٹ لے کر مشہد بھیجا تاکہ آپ کے ناقدین کو جواب دیا جاسکے۔

۳:اپنے ہی محاذ پر لڑنے والے کج فکر افراد سے مقابلہ

،یقیناً کتنا سخت ہے کہ انسان مدمقابل کی محاذ پر موجود دشمنوں سے مقابلہ کیساتھ ساتھ خود اپنی ہی صف میں اختلافات اور جنگ وجدال سے دوچار ہوجائے اس سلسلہ میں شہید مطہری کا مقابلہ دو طرح کے افراد سے تھا،ایک وہ گروہ جو سلیقہ اور طریقہ کار کے لحاظ سے آپ کا مخالف تھا اور دوسرا وہ گروہ جو قرآن اور روایات سے ایسے ایسے نکا ت نکالتے جن کا حقیقت اسلام اور روح اسلام سے دور دور کا کوئی واسطہ نہیں تھا،اسی طرح یہ لوگ تاریخی ،اجتماعی ،سیاسی ،اعتقادی اور اقتصادی مسائل میں،ایسے ایسے نظریات پیش کرتے کہ اگر وہ خلاف واقع بھی نہیں تھی

تو کم از کم مشہور اور رائج نظریات کے خلاف تو تھے ہی،اور بعض اوقات یہ لوگ اپنے ان نظریات پر اصرار بھی کرتے تھے ،شہید مطہری ان حالات سے کبھی کبھی اتنے پریشان ہوجاتے کہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کریں،اس لئے کہ آپ ایک جانے پہچانے روحانی تھے اور روحانیت کے احترام کو پوری طرح محفوظ رکھتے تھے ،اور چاہتے تھے ہمیشہ ایک روحانی کے عنوان سے ہی لوگوں کے درمیان زندگی بسر کریں ،آپ قم سے تہران ہجرت کرنے سے پہلے یہ چاہتے تھے کہ بازاری لوگوں سے کنارہ کش ہوکر اور یونیورسٹی اور مدرسہ کی حد تک محدود رہکر تحقیقی امور میں مصروف رہیں،لیکن تہران میں مختصر قیام کے بعد جب لوگوں سے آپ کا رابطہ ہوا تو آپ سمجھے کہ عوام ایک ایسی طاقت ہے جس کی مدد سے بڑے سے بڑا کام انجام دیا جاسکتا ہے اور اس سے دور رہکر کوئی بھی کام نہیں ہوسکتا،لہذا آپ روز بروز لوگوں سے مانوس ہونے کے ساتھ

پر امید ہوتے گئے ، کبھی کبھی آپ فرماتے تھے کہ اگر عوام کسی کام کو کرنے پر تل جائے تو معجزہ دکھا سکتی ہے۔

لہذا آپ کی کوشش یہی تھی کہ عوام منتشر نہ ہونے پائے اور لوگوں کا روحانیت پر اعتماد نہ اٹھنے پائے ،اور اس کیلیے ان کے جذبات کی قدر،ان کے احساسات کا احترام اور اس کے منطقی رسم ورواج کا پاس رکھنا ضروری تھا۔

آپ کے بعض جذباتی ساتھی ان باتوں کو نہیں سمجھتے تھے اور جذبات میں آکر اس طرح کے کام کر بیٹھتے جس سے عوام کے احساسات کو ٹھیس پہونچتی تھی ایسے موقع پر شہید مطہری کی ذمہ داری دگنی ہوجاتی تھی ایک تو یہ کہ اپنے ساتھیوں کو بھی اپنے سے دور نہیں کر سکتے تھے کیونکہ ظاہر ہے تنہا کوئی کام نہیں کیا جاسکتا اور دوسرے یہ کہ عوام کی خاطر آپ کو ان نظریات کی صفائی دینا پڑتی تھی۔

پیدائش سے پہلے شہید مطہری پر خدا کی عنایت

شہید مطہری کی والدہ محترمہ اپنے اس فرزند کے بارے میں فرماتی ہیں:ابھی مرتضیٰ کی ولادت میں دومہینہ باقی تھے ایک شب میں سوئی ہوئی تھی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی محفل برپا ہے ،محلہ کی تمام عورتیں مسجد میں جمع ہیں اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل میں ایک قسم کی نورانیت پھیل گئی ہے میں نے دیکھا کہ ایک مقدس خاتون مکمل حجاب کیساتھ محفل میں تشریف لائی ان کے ساتھ دواور عورتیں تھیں اس مقدش خاتوں نے اپنے ساتھ آنے والی دونوں عورتوں سے کہا کہ اس محفل میں تمام خواتین کے اوپر گلاب چھڑکو،وہ دونوں گلاب چھڑکنے لگیں جب میری باری آئی تو اس مقدس خاتون نے کہا اس کے اوپر تین بار گلاب چھڑکو،یہ سن کر جہاں محفل میں موجود دیگر خواتین کو تعجب ہوا وہیں میں بھی حیرت واستعجاب میں ڈوب گئی ،میں نے سوچا کہ شاید میرے گناہ زیادہ ہیں اس لئے میرے لئے ایک بار گلاب پاشی کافی نہیں

ہے اس لئے اس خاتون نے تین بار چھڑکنے کا حکم دیا ہے ، یہ سوچ کر میں بہت غمگیں اور پریشان ہوئی ،جب مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے اس خاتون سے سؤال کر ہی لیا کہ آخر آپ کے اس رویہ کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے بہت خوش ہو کر جواب دیا کہ تمہارے شکم میں جو یہ بچہ ہے اس کی وجہ سے میں نے یہ حکم دیا ہے وہ ایک شاندار مستقبل کا مالک ہے اور آئندہ اسلام اور اسلامی معاشرے کی بہت خدمت کریگا،یہ سن کر میں بہت خوش ہوئی اور سجدۂ خالق میں اپنی جبین نیاز کو جھکا دیا اور سجدۂ شکر ادا کیا۔۔۔ تبھی میں خواب سے بیدار ہو گئی اور پھر سجدۂ معبود میں سر جھکا دیا۔

آخر کار اس عظیم شخصیت نے ۱۲ جمادی الثانیہ ۱۳۳۸ھ کو عالم وجود میں قدم رکھا اور ایک باایمان گھر کی نورانیت میں اور اضافہ کر دیا۔(مطہری مطہر اندیشہ ،ج ۱ ،ص ۱۸)

شہید مطہری اور والدین کا احترام

انسان کی ترقی اور کامیابی میں ایک بڑا مددگار اور مؤثر وسیلہ والدین کی دعا ہے۔بہت سے بزرگ علماء اپنی توفیقات کو والدین کی دعاؤں کا مرہون منت مانتے ہیں مرحوم علامہ مجلسی جو کثرت تالیفات میں عالم اسلام میں اپنا نظیر نہیں رکھتے اپنی اس توفیق کو اپنے والد بزرگوار کی دعاؤں کا نتیجہ مانتے ہیں۔صاحب مراۃ الاحوال فرماتے ہیں: علامہ مجلسی سے جو معجزہ نما امور سرزد ہوئے ہیں بطور مسلم ان کے والد کی دعا کا نتیجہ ہیں۔

اسی لئے اولاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے والدین کا احترام کرے انہیں اپنے سے ناراض نہ ہونے دیں خداوند عالم نے جو والدین کے احترام کی اتنی تاکید کی ہے شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ انسان اپنے والدین کا احترام کرے تاکہ ان کی دعائے خیر سے محروم نہ رہے۔

شہید مطہری اپنے والدین کا اتنا احترام کرتے تھے کہ

دوسرے لوگ حیرت میں پڑجاتے تھے آپ کے طالب علمی کے زمانہ کے تقریباستره خطوط موجودہیں جوآپ نے اپنے والد بزرگوارجوخودایک بڑے عالم اورخداترس انسان تھے کولکھے ہیں اورہرخط میں اپنے والدکو"روحی فداک"(میری جان آپ پرفداہوجائے)کہہ کرخطاب فرمایاہے۔

آیت اللہ خامنہ ای اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:شہید مطہری کے والدبزرگوارایک ایسے عالم دین تھے جوزہداورتقوا میں ایک ممتازحیثیت رکھتے تھے ،شہید مطہری اپنے والدمحترم کاحد سے زیادہ اوربے نظیراحترام کرتے تھے آپ کبھی اپنے والدکے سامنے مذاق نہیں کرسکتے تھے اورجب ان کی خدمت میں جاتے بہت مؤدبانہ اور محترمانہ سے حاضرہوتے۔

آپ اپنی کتاب"داستان راستان"کے مقدمہ میں تحریرفرماتے ہیں"میں اس ناچیز کوشش کواپنے پدربزرگوارجناب

شیخ محمدحسین مطہری دامت برکاتہ کی خدمت میں ہدیہ کرتاہوں کہ پہلی بار جن کے ایمان،تقوااورسچائی نے مجھے سیدھے راستہ کی ہدایت کی۔

شہیدمطہری کے ایک فرزندجناب مجتبیٰ مطہری فرماتے ہیں:میں نے متعددمرتبہ اپنے والدمحترم کواپنے والدبزرگوار کے سامنے تواضع اورایک خاص احترام کامشاہدہ کیاہے۔جب ہم کبھی اپنے اجدادی وطن فریمان جاتے توآپ تاکیدفرماتے کہ پہلے والدمحترم کی خدمت میں حاضری دیناس کے بعدکوئی اورکام کرنا،اورجب آپ کے والدین کی خدمت میں پہونچتے توان کے ہاتھوں کوچومتے اورہم سے بھی کہتے کہ ان کے ہاتھوں کابوسہ دیں۔

مجتبیٰ مطہری فرماتے ہیں کہ اگرمیں کبھی اپنے والدین کی کسی بات سے ناراض ہوجاتاتوآپ مجھ سے فرماتے بیٹا!انسان کوکبھی اپنے ماں باپ کی بات سے ناراض نہیں ہوناچاہئے

،والدین ہمیشہ اپنی اولاد کی بھلائی چاہتے ہیں۔(سرگزشت ھای ویژہ اززندگی استاد مطہری،ج ۲،ص۱۵۱)

شہید مطہری جہاں خوداپنے والدین کاخیال رکھتے تھے وہیں اپنی زوجہ محترمہ اوراپنی اولادکوبھی اس کی تاکید کرتے تھے ،

شہید مطہری کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں:شہید کی والدہ اپنی ساری بہوؤں کے درمیان مجھے زیادہ چاہتی تھیں اس کی وجہ یہ تھی میں بھی آپ کابہت احترام کرتی تھی اوران کی ضرورت کاخیال رکھتی تھی ،کیونکہ شہیداس سلسلہ میں بہت حساس تھے اوراس بات کاخاص خیال رکھتے تھے کہ ان کی ماں کی شان میں گستاخی اوران کی خدمت میں کمی نہ ہونے پائے ،ایک مرتبہ مجھے کسی بات پرآپ کی والدہ سے ایک چھوٹی سی شکایت ہوگئی ،آپ اتناناراض ہوئے کہ پورے ایک دن مجھ سے بات نہیں کی ،اس سے میں نے اپنی ماں کے سلسلہ میں آپ کے احترام کااندازہ لگایا،اورپھرکبھی شکایت

کاموقع نہیں دیا۔

آپ اپنے والدبزرگوار کے بارے میں فرماتے ہیں:میرے والدمحترم ہمیشہ صبح کی اذان سے دوگھنٹہ اورشب جمعہ تین گھنٹہ پہلے بیدارہوجاتے ،روزانہ کم ازکم ایک پارہ قرآن کی تلاوت فرماتے ،اوربہت سکون اوراطمینان کے ساتھ نمازشب پڑھتے ،اپنی آخری عمرمیں کہ جب آپ کی عمرسوسال سے زیادہ ہوچکی تھی کبھی میں نے نہ دیکھاکہ آپ رات میں اطمینان کی نیندنہ سوئے ہوں،یہ اسی معنوی لذت کانتیجہ تھاجوآپ رکھتے تھے کوئی شب ایسی نہیں گزرتی تھی کہ اپنے والدین اوردیگرذوی الحقوق کے لئے دعانہ کرتے ہوں۔(شیخ شہید ص۲۲)

دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں: کبھی کبھی میں اپنے اسراروجودی اوراپنے کاموں کے بارے میں غور کرتا ہوں تو احساس کرتا ہوں کہ میری زندگی میں یہ برکتیں اور خدا کا خاص لطف، والدین کے احترام کی وجہ سے ہے۔

استاد مطہری اپنی زوجہ محترمہ کی نظر میں

کسی انسان کی حقیقت سے سب سے زیادہ اس کے نزدیکی رشتہ داراوردوست واحباب واقف ہوتے ہیں اوریہ بھی مسلم ہے زوجہ سے زیادہ اورکوئی شوہرسے نزدیک اوراس کے اخلاق وکردار سے آگاہ نہیں ہوسکتالہذاشہید مطہری کے بارے میں دقیق جان کاری کے لئے ان کی زوجہ کی زبانی ان کی زندگی کے پہلوؤں پرروشنی ڈالی جارہی ہے۔

شہید مطہری کی زوجہ فرماتی ہیں:استاد مطہری خودتوچلے گئے لیکن اپنے پیچھے معنویات چھوڑگئے،آپ بہت زیادہ دوراندیش اورذہین تھے جوچیزہم آئینہ میں نہیں دیکھ سکتے تھے آپ اسے پتھرمیں دیکھ لیتے تھے ،آپ تعجب خیزتقویٰ کے مالک تھے میں نے ان کے ساتھ ۲۶ سال زندگی بسرکی ہے اس دوران کبھی چوبیس گھنٹہ کے اندرآدھاگھنٹہ سے زیادہ آپ کوبغیروضونہیں دیکھا۔ہمیشہ خودبھی باوضورہتے تھے اوردوسروں

کوبھی باوضورہنے کی تاکیدفرماتے تھے وقت کومنظم کرنے میں بہت ماہرتھے ،اپنے وقت کواس طرح منظم کرتے تھے کہ اپنے تمام کاموں کوپوری طرح سے انجام دے لیتے تھے گویاخدانے آپ کے وقت میں برکت دے رکھی تھی ،حادثات سے کبھی نہیں ڈرتے تھے اورتمام کاموں میں خداپرتوکل رکھتے تھے،جھوٹ اورغیبت سے شدت کے ساتھ پرہیزکرتے تھے صفائی کاخاص خیال رکھتے تھے ہمیشہ ایک جملہ کی تکرارکرتے رہتے تھے جوہمارے ذہن میں بھی بس گیاتھاوہ یہ کہ "ہرحال میں یہ خیال رکھوکہ خداکے بندے ہواورخداتمہارے تمام اعمال کاشاہداوردیکھنے والاہے ،اورتمہیں اسی کی طرف پلٹ کرجاناہے"۔

خواتین سے مربوط مسائل میں مجھ سے مشورہ کرتے تھے ،مثلاًاپنی کتابیں"مسألہ حجاب"اور"نظام حقوق زن دراسلام"چھپنے سے پہلے مجھ دکھائی تاکہ اس پرنظرثانی کروں

،بہت زیادہ مؤدب اور منکسر مزاج تھے میرے لئے مہربان شوہراور بچوں کے لئے فداکار باپ تھے ،بعض اوقات بہت زیادہ کام اور فکری مشغولیت کی وجہ سے بہت تھکاوٹ اور سردرد کی شکایت کرتے تھے لیکن اس کے باوجود بہت اطمینان اورہشاش بشاس چہرے کے ساتھ ہماری باتوں کو سنتے اور مناسب رہنمائی کرتے ،آپ حقیقت میں میری زندگی میں ایک حقیقی معلم کی حیثیت رکھتے تھے۔

ہمیشہ اطمینان اورانکسار کے ساتھ میرے ساتھ پیش آتے آپ نے گھر میں ایساماحول بنارکھاتھاکہ بچے متقی اورپرہیزگار رہیں ،یہ انہیں کے اخلاق اورکردار کی تاثیر تھی کہ ہمارے بچے اپنے باپ کے کردار کے پیروکاراور حق کے راستے پررواں دوان ہیں۔

شہید مطہری میرے ساتھ اتنے قریب اوراتنے مخلص تھے کہ میرے غم اورمیری پریشانیوں کو کوبرداشت نہیں کرپاتے

تھے مجھے یاد ہے کہ ایک بارمیں اپنی ایک بیٹی کے پاس اصفہان گئی ہوئی تھی کچھ دن بعداپنی ایک جاننے والی خاتون کے ساتھ واپس آئی ،صبح ہونے والی تھی جب میں گھرمیں داخل ہوئی تودیکھا کہ بچے سوئے ہوئے ہیں لیکن استادمطہری جاگے ہوئے ہیں چائے تیارہے اور پھل اورمٹھائی دسترخوان پرلگائے ہوئے میرے منتظر ہیں،میری سہیلی کویہ سب دیکھ بہت تعجب ہوااورحیرت سے کہنے لگی "کیا بھی مولوی اتنے اچھے ہوتے ہیں"

دعاسلام کے بعداستادمطہری بہت سنجیدگی کے ساتھ مجھ سے کہنے لگے آپ آئی ہیں اوریہ بچے ابھی تک سوئے ہوئے ہیں آپ کے استقبال کے لئے بھی حاضر نہیں ہوئے،میں یہ سوچ کرفکرمندہوں کہ کبھی آپ سفرسے واپس آئیں اورمیں نہ ہوں توکہیں ایسانہ ہوکہ کوئی آپ کے استقبال کے لئے نہ آئے۔ایک بارہم کربلاکے سفرسے واپس آئے توایک دوبچے

سورہے تھے آپ بہت ناراض ہوئے اورغصہ میں ان سے کہاجب تمہاری والدہ کربلاسے آئیں توان کے استقبال کے لئے کیوں نہیں آئے ؟۔جب آپ جمعرات اور جمعہ کوقم جاتے تھے میں آپ کے لباس کودھوکرمرتب کرتی ان کاکمرہ صاف کرتی اورآپ کاانتظارکرتی رہتی تھی۔

آپ کی محبت اورخلوص کے بارے میں جتناکہاجائے کم ہے اکثرصبح کوآپ ہی چائے بناتے ،مجھے یادنہیں کہ اپنی پوری زندگی میں کبھی آپ نے مجھ سے ایک گلاس پانی بھی مانگاہو،عورتوں پر ظلم کوسن کربہت غمگیں اورپریشان ہوجاتے تھے کہتے تھے عورتوں کااستحصال نہیں ہوناچاہئے ۔

میرے اورشہیدکے درمیان محترمانہ اورمخلصانہ روابط تھے ایک عجیب محبت اورخلوص ہمارے درمیان تھے اپنی گفتگومیں خداکے مقرب بندوں اوراولیاہ الہیٰ کاتذکرہ کرتے رہتے تھے سادہ لیکن پرمعنی مثالوں اورحکایتوں کے ذریعہ مجھے تقویٰ

اورفضائل روحی کی طرف دعوت دیتے رہتے اگرمیں کبھی دنیاوی مسائل کاتذکرہ کرتی اورمادی مشکلات کی شکایت کرتی تومجھے یہ شعرپڑھ کرسناتے:

اگرلذت ترک لذت بدانی   ہرگزلذت نفس لذت نخوانی

"اگرلذتوں کوترک کرنے کی لذت سے آشناہوجاؤتواس نفس کی لذتوں کو کبھی لذت نہیں کہوگی"

آپ مشکلوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ صابرتھے اورسخت سے سخت مسئلہ کوبھی آسانی کے ساتھ حل کردیتے اکثرایساہوتاکہ کوئی مشکل ہمارے سامنے پہاڑکے برابرسخت ہوتی لیکن اس کے بارے میں آپ سے گفتگوکرتے تومسکراکرفرماتے ،کوئی بات نہیں جلدی ہی یہ مشکل حل ہوجائے گی۔

آپ کے قول اورفعل میں اختلاف نہیں پایاجاتاتھا،بچوں کواوران کی تربیت کودیکھ کران سے باتیں کرکے بہت خوش رہتے ،آپ کی بہت زیادہ مصروفیات اورمطالعہ کی کثرت کی

وجہ سے آپ کوازدواجی مسائل کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہیں ملتی تھی لیکن ان تمام مصروفیات کے باوجودگھروالوں کی فکری اصلاح کے سلسلہ میں کوئی کمی نہیں آنے دیتے تھے۔

شہید مطہری اورکام میں خلوص

خلوص ایک ایسااکسیر ہے جس کے ذریعہ عبادت خداکی بارگاہ میں پیش ہونے کے لائق بن جاتی ہے ،خلوص کے بغیرایساہی ہے جیسے ریت کا گھروندہ بنادیاجائے اورایک عاقل انسان ریت کے گھروندے کوزندگی گذارنے کے قابل نہیں سمجھتابلکہ اس کی حقیقت بچوں کے کھلونے سے زیادہ کچھ نہیں ہے بالکل اسی طرح عقلمندعبادت گذاربندے خلو ص کے بغیرعبادت اورپاک نیت کے بغیرخداسے رازونیاز نہیں کرتے۔

اورجب انسان مخلص ہوتاہے توخداقرآن مجیدمیں اس کی یوں تعریف کرتاہے "واذکرفی الکتاب موسیٰ انہ کان مخلصاوکان رسولانبیا"(مریم/۵۱)

اے پیغمبرؐاس کتاب (قرآن)میں موسیٰ کاتذکرہ کرو!اس لئے کہ وہ ایک مخلص بندے،رسول اورنبی تھے،شہید مطہری اولیاء اورانبیاء کی سیرت کے مطابق خلوص کوہاتھ سے نہیں

جانے دیتے تھے،آپ کہتے تھے : کام کو اپنے لئے کرنا نفس پرستی ،دوسرے انسانوں کے لئے کرنا بت پرستی ،اپنے اوردوسرے سب کے لئے کرنا شرک اورصرف اورصرف خدا کے لئے کام انجام دینا توحیداورخداپرستی ہے۔

انقلاب کے بعدبھی بڑی بڑی ذمہ داریاں شہید مطہری کے سپرد کی گئیں آپ کی ہمیشہ یہی کوشش رہتی تھی ان کانام نہ آنے پائے،آپ کہتے تھے کہ کام ہوناچاہئے نام چاہے کسی کابھی ہو،حسینۂ ارشادمیں ڈاکٹرشریعتی کے آجانے سے جوانوں کے درمیان آپ کی شہرت پرکافی اثرپڑاتھالیکن آپ اس کی فکرنہیں کرتے تھے بلکہ آپ کاپوراہم وغم یہی تھاکہ اسلامی افکارلوگوں تک منتقل ہونی چاہئیں چاہے کسی کے بھی ذریعہ ہوں۔

شہید مطہری کانماز سے عشق

شہید مطہری نماز کے سلسلہ میں بہت سنجیدہ تھے جس طرح ائمہ معصومین نماز کے وقت کسی دوسرے کام کوکوئی اہمیت نہیں دیتے تھے اسی طرح شہید مطہری نماز کوہمیشہ اول وقت اداکرتے تھے ،اوردوسروں کوبھی اس بات کی تاکید کرتے تھے ،چاہے کتنابھی ضروری کام ہواگرنماز کاوقت ہوگیاتواسے فوراترک کردیتے تھے۔

نماز کوپورے خضوع وخشوع اوراس کے تمام آداب کے ساتھ بجالاتے تھے آپ گھرکے لباس میں نمازنہیں پڑھتے خاص طورسے صبح کی نمازعام لوگ سونے کے لباس ہی میں پڑھ لیتے ہیں،لیکن استادمطہری عباقباپہن کراورعمامہ لگاکرنمازپڑھتے تھے ،تاکہ پوری آمادگی اوراہتمام کے ساتھ نمازاداکی جاسکے اوریہ محسوس نہ ہونے پائے کہ نمازایسے ہی ایک معمولی کام ہے۔

استاد مطہری واجب نمازوں کے علاوہ نوافل کا خاص خیال رکھتے تھے،خاص طور سے نماز شب کا اور نماز شب آہ وزاری گریہ اور مناجات کے ساتھ ادا کرتے تھے ،نماز شب کے وقت اپنے دوستوں کو یہ کہہ کر جگاتے تھے"سوئیں نہیں اس سے شیطان خوش ہوتا ہے"آیت اللہ خامنہ ای مدظلہ فرماتے ہیں: یہ شخص آدھی رات کو آہ وزاری کے ساتھ نماز شب پڑھتا تھا اور اس طرح گریہ کرتا تھا کہ اس کی آواز سے لوگ نیند سے بیدار ہو جاتے تھے۔

آپ کے ایک دوست نقل کرتے ہیں آپ نماز شب، ذکر خدا میں شب بیداری اور خدا سے راز و نیاز کے بہت پابند تھے شروع ہی سے مجھے نماز شب کی تاکید کرتے رہتے تھے کہتے تھے نماز شب سے انسان میں معنویت پیدا ہوتی ہے اور روح کو تازگی ملتی ہے میں یہ بہانہ بنادیتا تھا کہ مدرسہ کے حوض کا پانی گندہ اور کھارا ہے اس سے میری آنکھوں کو نقصان ہوتا ہے ایک

رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھے بیدار کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے میں عثمان بن حنیف مولائے کائنات کا نمائندہ ہوں ،مولا نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اٹھو اور نماز شب پڑھو،اور یہ خط تمہارے لئے دیا ہے میں نے اس خط کو کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا"ھذہ براءۃ من النار"(یہ جہنم سے نجات کا پروانہ ہے)اچانک میری آنکھ کھل گئی تو میں نے دیکھا کہ شہید مطہری مجھے جگا رہے ہیں،ان کے ہاتھ میں ایک پانی کا لوٹا ہے آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں اٹھو اور آج تمہارا بہانہ نہیں چلے گا اس لئے کہ یہ پانی میں نہر سے بھر کر لایا ہوں (مدرسہ فیضیہ ایک نہر کے کنارے واقع ہے اب وہ ندی خشک ہو چکی ہے)

شادی کے بعد بھی آپ کے اس راز و نیاز اور نماز شب میں کمی واقع نہیں ہوتی آپ نے نماز شب کے لئے ایک کمرہ مخصوص کر رکھا تھا آپ کی زوجۂ محترمہ فرماتی ہیں کہ ہم اکثر اس کمرہ سے آپ کے گریہ کی آواز سنا کرتے تھے۔

قوی ارادہ

دینی اقدار کی بقامیں ثابت قدمی خدا کے خاص بندوں کے عزم محکم اور قوی ارادہ کی دلیل ہے ،شہید مطہری کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ قرآن اور اسلام کی حمایت میں پوری قوت کے ساتھ میدان میں آجاتے تھے،آپ کو اسلام کے بارے میں کسی بھی طرح کا انحراف برداشت نہیں تھا،ملحدانہ اور منافقانہ فکر کے مقابل میں اپنے پورے وجود کے ساتھ ڈٹ جاتے تھے ایک بار اپنے دوستوں سے فرمایا:میں ان منافقوں سے مقابلہ کرونگا،ممکن ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کردیں لیکن مجھے جو کہنا ہے وہ کہتا رہون گا اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ اسلام کے لئے خطرناک ہیں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم پمفلٹ نکالتے رہیں اور ان لوگوں کے بارے میں دینی نظریہ لوگوں کے سامنے واضح کرتے رہیں۔

استاد مطہری دوغلے قسم کے حریت پسند افراد کی ان موذی

حرکتوں کے سامنے پوری قوت اور مضبوطی کے ساتھ ڈٹ گئے جو انقلاب اسلامی کی کامیابی کے اوائل ہی میں اس انقلاب کی اسلامی صورت کو مسخ کرنے کی غرض سے انجام دی جارہی تھیں،اس سلسلہ میں آپ کو مخالفتوں کا بھی سامنا کرنا پڑا اور اذیتوں کا بھی لیکن آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔

فکری مستقل مزاجی

استاد مطہری کی ایک خصوصیت تھی کہ آپ فکری اعتبار سے مستقل مزاج اور حق پسند تھے،ہمیشہ حقیقت کو دیگر عوامل پر ترجیح دیتے تھے دوسروں کی بات کو منصفانہ اور نقادانہ نظرے دیکھتے تھے اسی فکری مستقل مزاجی کی وجہ سے اپنے استادوں کی گفتگو پر بھی تبصرہ کرتے تھے لیکن استاد کے احترام اور ان کی عظمت کا خاص رکھتے تھے ایسا نہیں تھا کہ استاد کہ توہین یا حقارت مقصود ہوتی آپکی نظر میں علمی مباحث اپنی جگہ تھے ،لیکن استاد کی عظمت اور ان کا احترام اپنی جگہ۔

آپ ملاصدرا کے فلسفی نظریوں کے اگرچہ حامی تھے لیکن جہاں ان کی بات حقیقت سے ٹکراتی ہوئی نظر آئی وہاں تبصرہ کرنے سے باز نہ آئے،اسی طرح اپنے عظیم الشان استاداور اپنے زمانے کے جانے مانے اور بے نظیر فلسفی حضرت آیت اللہ علامہ محمد حسین طباطبائی کہ جن کے نظریات ہی کے گرد شہد مطہری کے فلسفیانہ نظریات گردش کرتے ہیں اور آپ کی فلسفیانہ فکر انہیں کے نظریات کی مرہون منت ہے ،پھر بھی آپ نے علامہ کے نظریات کی موشگافی کرتے ہوئے قلم اٹھایا ہے اور آپ کے نظریہ "اخلاق کی جاودانی" پر تبصرہ فرمایا ہے۔

ارسطو کے بارے میں نقل ہوا ہے کہ وہ افلاطون کے بارے میں کہتے تھے میں افلاطون سے بہت محبت کرتا ہوں لیکن حقیقت سے افلاطون سے زیادہ محبت کرتا ہوں یعنی اگر افلاطون کہیں خطا کر جائے اور غلطی سے کوئی بات کہہ جائے تو میں اس کی محبت میں حقیقت کا دامن نہیں چھوڑوں

گا اور حقیقت کو اس کی محبت پر قربان نہیں کروں گا یہی بات شہید مطہری کی کتابوں میں کثرت سے پائی جاتی ہے لیکن اتنے احترام اور اتنی خوبصورتی سے کہ پڑھنے والا اندازہ بھی نہیں لگا پاتا کہ شہید نے یہاں استاد کی بات کو قبول نہ کرتے ہوئے اپنا نظریہ بیان کیا ہے۔

شہید مطہری کی دوراندیشی

شہید مطہری ایک دوراندیش اور مستقبل پر نظر رکھنے والے مفکر تھے کوئی بھی کام بغیر سوچ سمجھے انجام نہیں دیتے تھے ،ہمیشہ اس بات پر نظر رکھتے تھے کہ کس کام میں کس وقت کس سے اور کس طرح کام لیاجائے ،کس گروہ سے کام لیناچاہئے اور کس گروہ سے نہیں لیناچاہئے ،اسی وجہ سے آپ کی ایک صفت یہ تھی کہ آپ مستقبل کے حادثات کے بارے میں مطمئن رہتے تھے ،آپ ایرانی انقلاب کے سلسلہ میں بھی ہر کسی سے مدد لینے کے قائل نہیں تھے آپ کہتے تھے ہمارا مقصد شاہ کوایران سے بھگانانہیں ہے کہ بلکہ اسلام کورائج کرناہے ،لہذاایسے لوگوں کواپنے سے دور کرناچاہئے جوبظاہر توہمارے موافق ہوں لیکن درحقیقت اسلام کے سلسلہ میں مخلص نہ ہوں،اس لئے کہ اس طرح اسلامی انقلاب کے بعد بھی اسلامی قوانین کااجرانہیں ہوپائے گااور بے دین لوگ

یہ نعرہ لگاتے پھریںگے ہم نے انقلاب برپاکیاہے،اس بارے میں آیت اللہ مہدوی کنی فرماتے ہیں:استادمطہری دس سال کی بات کوہم سے پہلے سمجھ لیتے تھے۔

امام خمینیؒ کے بعدجس نے سب سے پہلے منافقوں اورمارکسیسٹوں کی جماعت کی حقیقت کوجاناوہ شہید مطہری ہی کی ذات تھی آپ اسلامی معارف نئے مکاتب فکراور مختلف گروہوں کی کتابوں کاکثرت سے مطالعہ کرتے تھے ،اسی وجہ سے آپ نے سب سے زیادہ ان لوگوں پہچانا،کیونکہ آپ نے ان لوگوں کی کتابوں کابھی مطالعہ کیاتھااوران کے مقاصدسے واقف تھے ، ۱۳۵۴ ش.میں استادمطہری نے منافقوں کی جماعت کے بارے میں فرمایا:اس گروہ کے لیڈرشاہ سے بھی بدترہیں اوراسی وقت آپ نے یہ بھی بتادیاتھاکہ لوگ مارکسیسٹ ہیں اوراسلام کواپنے مقاصدتک پہونچنے کے لئے ایک ذریعہ کے طورپراستعمال کررہے ہیں۔

اس طرح آپ نے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے کئی سال پہلے ہی بنی صدر کی ذہنیت اورا س کے اہداف کو سمجھ لیا تھاجب وہ یورپ میں تھاآپ فرماتے تھے میں آئندہ کے بارے میں اس شخص سے ڈرتاہوں ،یہ شخص مستقبل میں لوگوں کے درمیان اختلاف پید کروائے گا۔

آپ کی دوراندیشی ذہانت اور مستقبل پر نظرکی ایک مثال یہ بھی ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے دوستوں کومہدی ہاشمی سے خبرداررہنے کی تلقین کرتے رہتے تھے اور یہ کہتے تھے یہی شخص "مرحوم شمس آبادی"کا قاتل ہے کئی سال بعداس کی حقیقت کھل کرسامنے آئی اوروہ پکڑاگیا،اس کا جرم ثابت ہوگیااوراسے پھانسی پرچڑھایاگیا۔

خلاصہ یہ کہ آپ دوسروں سے جلدی خطروں کوبھانپ لیتے تھے جس کے نتیجہ میں پہلے ہی سے ان سے مقابلہ کرنے کی پلاننگ بنالیتے تھے۔

انتھک کوشش

حوزہ علمیہ اوراسلام کی بالیدگی کے سلسلے میں شہید مطہری کی انتھک کوشش زبان زدخاص وعام تھی فقہ ،اصول ،فلسفہ ودیگرعلوم کے حصول میں اپنی آخری حدتک محنت کرتے تھے ،شہیدقدوسی فرماتے ہیں:مدرسہ فیضیہ میں شہیدمطہری کی پڑھائی میں محنت ہم سب کوتعجب میں ڈال دیتی تھی ،جب آپ نے اصول وفقہ کی تعلیم حاصل کی تھی توآپ کہتے تھے کہ اس علم میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جومیں نے نہ پڑھی ہو،اس وقت علم میرے ہاتھوں میں موم کی طرح نرم ہوچکاہے میں اس میں جس طرح بھی چاہوں تجزیہ وتحلیل کرسکتاہوں۔(مطہری مطہراندیشہ ہا،ج۱،ص ۱۳۸)

تہران کی تیس سالہ زندگی میں آپ نے تعلیم وتعلم ،تحقیق،تالیف اوردرس وتدریس کے علاوہ کچھ نہیں کیاخوداپنے بقول انہوں نے اپنے آپ کوپڑھائی لکھائی میں قیدکردیاتھا کبھی

ایک ایک ہفتہ گھر سے باہر نہیں آتے تھے اگر گھر کے ضروری کام نہ ہوتے اور لوگوں سے ملاقات کا سلسلہ نہ ہوتا تو بغیر کسی وقفہ کے مطالعہ اور تحقیق میں لگے رہتے ، کبھی کبھی تھکاوٹ کی وجہ سے کان سننا بند کردیتے اور پیر بدن کا بوجھ اٹھانے کی تاب کھو بیٹھتے کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ کس حد تک مطالعہ کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: موت کی حد تک۔

شہید ڈاکٹر مفتح فرماتے ہیں کہ جب شاہ کی حکومت سے جنگ اپنے اوج پر تھی تو اس دوران شہید مطہری نے مجھ سے فرمایا: خدا کی قسم اگر امام خمینیؒ فتحیاب ہو جائیں اور انقلاب کامیاب ہو جائے تو مجھے کسی پوسٹ یا مقام کی ضرورت نہیں ہے ، مجھے اپنی یہی درس وتدریس کی زندگی پسند ہے میرے لئے لائبریری سب سے بڑی دولت ہے میں یہی چاہتا ہوں کہ کتابیں لکھتا رہوں اور اسلام کا دفاع کرتا رہوں ، لہذا مجھے اس انقلاب سے کوئی ذاتی اور مادی غرض نہیں ہے۔

آپ نے اپنے والد بزرگوار کو ایک خط میں تحریر کرتے ہیں: میں خدا کا شکر گزار ہوں کہ زندگی میں کسی کا محتاج نہیں ہوں بقدر کافی روٹی روزی کا انتظام ہے اپنی اور اپنے بچوں کی سلامتی اور صحت کے لئے بھی وسائل ہیں، ظاہراً کسی کا حق بھی میری گردن پر نہیں ہے، اپنی زحمت کی روٹی کھاتا ہوں خدا کا شکر کہ میری آبرو اور احترام محفوظ ہے۔(شیخ شہید، ص ۲۲)

آپ کا یہ خط آپ کی جفاکش اور پرکار زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔

شہید مطہری اور آزادی فکر

استاد مطہری اپنی زندگی کے مختلف مراحل اور مختلف میدانوں میں کامیابی سے ہمکنار رہے اور اس کامیابی کی ایک بڑی وجہ آپ کی آزادی فکر ہے آپ کی اسی صفت اور جذبہ نے آپ کو حقیقی معنی میں محقق بنادیا، یہ آپ کا جذبہ تحقیق وجستجو ہی تھا کہ آپ کے علمی کارنامے دوسروں کے نظریات کی

تقلید کے مرہوں منت نہیں تھے بلکہ خودآپ کے تحقیقی نظریات پر مشتمل تھے جن سے آپ کی خلاقت جھلکتی تھی ۔اورچونکہ آپ آزادفکر تھے اس لئے کسی دوسرے کی افکار کی تکرار سے پرہیز کرتے تھے لہذانئے اورابتکاری نظریات پیش کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کے آثار آج تک تازہ ہیں۔

آپ ایک مفکر تھے اسی وجہ سے اپنے نظریات کودوسروں کی تنقیداورتبصرہ کے لئے پیش کرتے تھے ،تاکہ بحث اورگفتگوہوغلطیاں دورہوں اورحقیقت اپنے شفاف چہرے کے ساتھ واضح ہوکرسامنے آجائے ،ہرمیدان میں آپ کے نظریات تبصرہ اور نقید کی کسوٹی پر پرکھے ہوئے ہیں چاہے وہ فلسفی نظریات ہوں جیسے:اصول فلسفہ اورشرح منظومہ،چاہے فقہی ہوں جیسے سوداوربیمہ کے بارے میں اورچاہے اجتماعی موضوع کے متعلق ہوں جیسے عورتوں کے حقوق کانظام۔

استادمطہری اسلامی معارف کے بارے میں پیش کئے

جانے والے شکوک اورشبہات سے گھبراتے نہیں تھے بلکہ ان کااستقبال کرتے تھے اورانکواسلام کی بالیدگی اورسرافرازی کاذریعہ سمجھتے تھے ،آپ نے بارہااس بات کی تاکید کی ہے کہ :میں معاشرے میں شکوک پیداکرنے والے افرادسے کبھی بھی نہیں ڈرتابلکہ خوش ہوتاہوں کیونکہ میں جانتاہوں کہ ایسے افرادکاوجوداسلام کے چہرے کواورزیادہ واضح اورروشن کرنے کاسبب ہے وہ شکوک ایجاد کرنے والے وہ افرادکہ جودین کے خلاف تقریریں کرتے ہیں اورمقالے لکھتے ہیں انکاوجود بس اس وقت خطرناک ہے کہ جب دین میں صاحبان علم کافقدان ہوں یاوہ بے روح ہوگئے ہوں اورجواب دینے سے عاجزہوں لیکن اگرعلماء کے اندراتنی صلاحیت ہوں کہ شبہات کاجواب قاعدہ سے دے سکیں تواس سے اسلام کابول بالا ہوتاہے۔

آپ کی ایک بارزصفت یہ تھی کہ دین اسلام اورعقائداسلامی کے شدید حامی ہونے کے باوجوداسلام اورقرآن

مخالفت کرنے والے افراد کے مقابل میں شرح صدر سے کام لیتے تھے اوران کوکافراورشرک گردانے کے بجائے ان کے اعتراضات کاخندہ پیشانی کے ساتھ علمی اورمنطقی جواب دیتے تھے۔

انقلاب اسلامی کی کامیابی کے بعدآپ ہمیشہ یہ تاکید کرتے تھے کہ اب زمانہ آگیاہے علماء اسلام علم اورمنطق کے اسلحہ سے لیس ہوکرمیدان افکارمیں اترپڑیں،انقلاب کے بعدآزادی فکرکادورآئے گا،مختلف قسم کی متضادفکریں عرصہ وجودمیں قدم رکھیں گی ،ایسے موقع پرتلوارکام نہیں آئے گی کہ بلکہ درس وکتاب کے میدان میں قلم کی شمشیرفتح وشکست کوطے کرے گی۔

لہذااستادمطہری متضاد افکار کے مقابلہ کا صحیح راستہ ان پر پابندی عائد کرنا نہیں سمجھتے تھے، بلکہ چاہتے تھے کہ علماء اپنے آپ کوگزشتہ کے مقابلہ میں دسیوں گنا زیادہ علمی اعتبار سے

مسلح کرکے اسلام کے دفاع کے لئے ہمہ وقت حاضر رہیں فکری تصادم کے اوج کے زمانے میں انقلابی اور جوشیلے جوانوں سے آپ تبادلہ نظرکیاکرتے تھے، اور کہتے تھے میں جوانوں اور اسلام کے طرفداروں کو خبردار کرتا ہوں کہ یہ خیال مت کرنا کہ اسلامی عقائد کے تحفظ کا طریقہ یہ کہ دوسرے عقیدوں پرپابندی لگادی جائے ،اسلام کے تحفظ کافقط ایک ہی طریقہ ہے اوروہ ہے علم ،یعنی دوسرے نظریات کوبھی پوری آزادی دولیکن بہترین طریقے سے ان کامقابلہ کرو۔(پیرامون انقلاب اسلامی،ص۱۹)

استادمطہری اجتماعی آزادی کوانسان کاپیدائشی حق مانتے تھے اورکہتے تھے کہ انسان کویہ حق خدانے دیاہے اوردین بھی اس سے اس کے اس حق کونہیں چھین سکتاجب کہ مغربی طرزفکر رکھنے والے سوچتے تھے کہ اگرخداکومان لیاجائے توگھٹ گھٹ کرزندگی بسرکرناہوگی اوراگراجتماعی زندگی چاہئے

توخدا کا انکار کرنا ہوگا، لہذا انہوں نے خداپرستی پر اجتماعی آزادی کو ترجیح دی۔

لیکن اگر دین اسلام کا باقاعدہ مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جتنی آزادی اور آسانی دین اسلام میں ہے کسی اور دین میں نہیں ،خداپرستی اور اجتماعی آزادی میں کوئی تضاد نہیں پایا جاتا دینی مفاہیم ہمیشہ آزادی کے ترجمان رہے ہیں لیکن مغرب میں اس کو الٹا کر کے پیش کیا گیا تاکہ نہ صرف دین اسلام بلکہ آہستہ آہستہ ہر دین سے جدا ہو کر مادہ پرست ہو جائیں۔

فراست اور ذہانت

استاد شہید مطہری کی کامیابی کا ایک اہم سبب یہ تھا کہ آپ مشکلات کے سامنے گھبرانے کے بجائے ذہانت سے کام لیتے تھے آپ اپنی فراست کے وجہ سے بے دینوں اور مارکسیسٹوں کی طرف سے پیش کی جانے والی مشکلات کو پہلے ہی سے سمجھ جاتے تھے اور بروقت ان کا حل تلاش کرلیتے تھے ،آپ کمیونسٹوں اور مارکسیسٹوں کی کتابوں کا وقت کے ساتھ مطالعہ کرتے تھے آپ جانتے تھے کہ یہ لوگ شروع میں تو اسلام کے نام پر لوگوں کو جمع کرتے ہیں لوگوں کے پسندیدہ نعرے لگاتے ہیں اور جب اقتدار حاصل کرلیتے ہیں تو کھلم کھلا اسلام کے خلاف میدان میں اتر پڑتے ہیں،آپ نے یونیورسٹی کے شعبہ دینیات میں اپنی تقریر میں فرمایا:دو تین دن پہلے کچھ مارکسیسٹ جوانوں کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا وہ کہہ رہے تھے حضور! اگر یہ نعرہ "اتحاد،مقابلہ،آزادی" لگایا جائے تو آپ کی

نظر میں کیا برائی ہے ؟میں نے کہا کوئی برئی نہیں ہے انہوں یہ کہا تو پھر اگر یہی نعرہ ہم دونوں کا مشترک طور پر ہونا چاہئے ،میں نے پوچھا: جب تم یہ کہتے ہو کہ" مقابلہ "تو کیا یہ بھی واضح کرتے ہو کہ کس سے مقابلہ ،تمہارا مطلب یہی ہوتا کہ حکومت سے مقابلہ اور اس سے بڑھ کر مذہب سے مقابلہ ،کیا ایسا نہیں ہے کہ تم لوگ اپنی بات کو بیٹھے بیٹھے ڈھکے چھپے الفاظ میں لپیٹ کر پیش کرتے ہو تا کہ دیندار لوگوں کو دھوکا دیکر اپنے پرچم تلے اکٹھا کر سکو،میں یہ شعار دے سکتا ہوں لیکن میرا جو بھی مقصد ہوگا میں اسے پہلے ہی سے صاف صاف بیان کر دونگا۔(پیرامون انقلاب اسلامی، ص۱۲)

استاد مطہری منحرف گروہوں کی حقیقت کو پہلے ہی سمجھ گئے تھے اور ان کے ارادوں کے بارے میں پیشین گوئی بھی کر چکے تھے یہ آپ کی فراست اور وسیع مطالعہ کا نتیجہ تھا۔

شہید محلاتی استاد مطہری کی فراست اور ذہانت کے بارے

میں فرماتے ہیں: انقلاب کی ابتدا میں میڈیا میں کچھ منافق لوگ نفوذ کر گئے تھے،ایک بار انہوں نے ایک ٹی وی پروگرام میں"جمہوری اسلامی ایران"سے لفظ اسلامی کو حذف کر دیا،اس کے دوسرے دن جب ہم امام خمینیؒ سے ملنے گئے تو میں نے دیکھا کہ استاد مطہری وہاں موجود ہیں اور اسی موضوع پر گفتگو چل رہی ہے آپ فرما رہے تھے کہ میں پہلے ہی کہہ رہا تھا میڈیا کو ایسے لوگوں کے وجود سے پاک ہونا چاہئے۔

غیرت اسلامی

غیرت انسانی وجود میں ایک الٰہی امانت کے عنوان سے ودیعت کی گئی ہے تاکہ انسان اس کے ذریعہ اپنی جان،مال اورغیرت کی حفاظت کرسکے ،یہ غیرت ہی ہے جوانسان کواپنی اوراپنی ناموس کی آبرو کی حفاظت پر آمادہ کرتی ہے ،اوران سب سے بڑھ کرانسان کے دین کومحفوظ رکھتی ہے ،اگرانسان غیرت دینی رکھتا ہے توپھر وہ دین کی حفاظت کے لئے اپنی جان ومال اور عزت کو بھی قربان کردیتا ہے۔

شہید مطہری کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ غیرت دینی اورغیرت اسلامی سے سرشار تھے آپ اسلام اورقرآن کے سلسلہ میں کوئی سمجھوتانہیں کرتے تھے اوراگراس میں ذراسابھی انحراف دیکھتے توفورارد عمل ظاہرکرتے ،آیت اللہ خامنہ ای مدظلہ فرماتے ہیں:اس خطرناک اورگھٹن کے دورمیں صرف استادمطہری ہی ایک ایسے شخص تھے جومارکسیسٹوں کے

اسلام کے خلاف نئے نئے افکارکامقابلہ کرتے تھے صرف استادمطہری ہی تھے جنہوں نے اس زمانے میں اسلام کی خالص اورہرطرح کی کمیونزم اورمارکسیزم افکارسے بے بہرہ تصویر دنیاکے سامنے پیش کی ،ایک جلسہ میں ڈاکٹرشریعتی نے اپنی تقریر میں کہاکہ ہماراایک دشمن ہے اورایک رقیب ، دشمن سرمایہ داری کانظام ہے اوررقیب مارکسیزم ہے "یعنی ڈاکٹرشریعتی مارکسیزم کواسلام کادشمن نہیں بلکہ رقیب سمجھتے تھے ، استادمطہری اسی جلسہ میں اس بات کے خلاف ڈٹ گئے اورآپ نے وضاحت کی کہ یہ بات درست نہیں ہے ،دشمن سے آپ کی کیا مرادہے؟مارکسیزم بھی اسلام دشمن ہے بلکہ مارکسیزم اپنے الحادی اورتوحید مخالف نظریات کی وجہ سے اسلام کاکھلاہوادشمن ہے ، یعنی استادمطہری اسلام کے سلسلہ میں اتنی ظریف باتوں کابھی خیال رکھتے تھے (پارہ ای ازخورشید،ص۱۹)

اس سلسلہ میں آپ نہ کسی شخصیت سے خوف کھاتے تھے اورنہ ہی کسی پارٹی سے بلکہ دین اسلام کے دفاع میں بڑے بڑے افرادکوبھی خاطرمیں نہ لاتے تھے،اس لئے کہ آپ کے وجودمیں غیرت دینی کوٹ کوٹ کربھری تھی۔

دینی افکارکوزندہ کرنے میں شہید مطہری کاکردار

استادمطہری ان شخصیتوں میں سے ایک تھے کہ جنہوں نے اسلامی افکارکوزندہ کرنے میں عظیم کرداراداکیاآپ اس تمدنی یلغارکے زمانے میں جدیداسلامی افکاراورمعارف اسلامی کی تجدیدحیات کے علم بردارتھے۔

آپ نے اپنی پوری زندگی ہمیشہ علوم دین کوزندہ کرنے اورمسلمانوں کے بے جان جسموں میں روح پھونکنے میں گزاردی ،آپ دین سے خرافات اوربے بنیادچیزوں کودورکرنے کی نہ صرف دوسروں کووصیت کرتے تھے بلکہ خودبھی اس مہم میں بھرپورشرکت کرتے تھے اسی طرح آپ دین میں کسی بھی طرح کی خرافات ،تندمزاجی اورآباء واجداوکی اندھی تقلیدکوقطعابرداشت نہیں کرتے تھے اس کے برخلاف جدیدافکاراورابتکاری نظریات کااستقبال اوراس کی مخالفت کرنے والوں کی مخالفت کرتے تھے۔

دین کی غلط تفسیر کرنے بارے میں آپ کی دردمندانہ گفتگو یہ تھی : دین مقدس اسلام ایک ناشناختہ دین ہوکررہ گیاہے اس کی حقیقتیں آہستہ آہستہ لوگوں کی نظروں میں تبدیل ہوتی جارہی ہیں لوگوں کی دین سے دوری کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ انہیں غلط تعلیمات دین کے نام پر دی جاتی ہیں، ایک طرف ظاہراور مخفیانہ وسائل کے ساتھ مغربی سامراج کی یلغاراوردوسری طرف بہت سے دین کی حمایت کادم بھرنے والوں کی کوتاہیوں کی وجہ سے اصول دین سے لے کرفروع دین تک اسلام کے تمام افکارحملہ کے زدمیں آگئے ہیں،لہذامیں اپنی ذمہ داری سمجھتاہوں کہ اس سلسلہ میں اپنے امکان بھراقدام کروں۔(مقالہ؛نگرش بر شخصیت وسیرۂ علمی استادمطہری ،پیام حوزہ ش ۱۷ ص۸۲)

استادمطہری اسلامی افکار کے احیاء اورمسلمانوں کے نیم جان اورافسردہ جسم میں روح پھونکنے کے سلسلہ میں سب سے

پہلاقدم اٹھاتے ہیں کہ اس بے دینی اورلوگوں کی حق سے دوری کے اسباب تلاش کرتے ہیں،اس سلسلہ میں آپ نے "مادہ پرستی کی طرف رجحان کی علتیں"کے عنوان کے تحت ایک کتاب تحریر کی ،اس میں آپ نے مغرب میں مادہ پرستی کی طرف رجحان اورمعنویت اوردین سے دوری کے بنیادی اسباب بیان کیے ہیں اوران غرب زدہ روشن فکروں کواسلامی حقائق سے آشنا کیا کہ جومغربی تہذیب کی بغیرسوچے سمجھے تبلیغ کرتے ہیں اوران سرپھرے اورخودفروش مسلمانوں کوانکے دینی تعلیمات کاوزن بتانے کی کوشش کی ہے کہ جن کی آنکھوں کو مغربی تمدن کی ظاہری چمک دمک نے اندھاکردیاہے آپ نےیہ ثابت کیاہے کہ مغربی مفکرمختلف دلیلوں کی بنیاد پر جن مذاہب کو فرسودہ بناکرانہیں ترک کرنے کی بات کرتے ہیں اور دین کواندھی تقلید سمجھتے ہیں ان کی یہ دلیلیں انہیں مذاہب کے سلسلہ میں درست ہیں جو مغرب میں مذہب کے طورپر جانے جاتے ہیں اوروہاں

رائج ہیں ان کی یہ باتیں کسی بھی طرح دین اسلام پر منطبق نہیں ہوتیں ، دین اسلام ایک متحرک اورزندہ دین ہے اورتمام انسانوں کوزندگی کی طرف دعوت دیتاہے استادمطہری فرماتے ہیں:اسلام ہمیشہ حیات اورزندگی کی بات کرتاہے اوراس زندگی کی طرف دعوت دیتاہے کہ جوعلم ودانائی سے بھرپور ہے ،قرآن مجید میں جوخداکو"حی"(زندہ) کہاگیاہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ خداگوشت ،پوشت اور جسم رکھتاہے بلکہ اس کامطلب یہ ہے کہ وہ دانااورتواناہے اسلام کے قوانین علم وحکمت کے قوانین ہیں۔قرآن کے مطابق اگرفکرعلم ودانش اورطاقت وتحرک کاسبب نہ بنے بلکہ سستی اورلاعلمی کاسبب ہوتووہ اسلامی فکرنہیں،اسلام زندگی کادرس دیتاہے اورزندگی لاعلمی ، عاجزی اورکمزوری کے ساتھ سازگارنہیں۔(جلوہ ہای معلمی استادمطہری ،ص۱۴۰)

شاعرمشرق علامہ اقبال کے سلسلہ میں منعقدہونے والے

ایک سیمینار میں تقریرکرتے ہوئے استادمطہری نے فرمایا:اقبال اس نکتہ کی طرف متوجہ تھے کہ اسلام مسلمانوں کے درمیان موجودہے بھی اورنہیں بھی ،اسلام موجودہے اس طرح کہ ہم دیکھتے ہیں کہ شعائراسلامی مسلمانوں کے درمیان موجودہیں۔مثلا:مسجدوں سے اذان کی آوازسنائی دیتی وقت نمازلوگ مسجدکی طرف جاتے ہوئے اورنمازاداکرتے ہوئے نظرآتے ہیں بچہ کی ولادت کے وقت اسلامی رسوم کی ادائیگی ہوتی ہے ،مسلمان اپنے مردوں کواسلامی طریقہ پرغسل وکفن دیکردفن کرتے ہیں اورعام طورسے ان کے نام بھی اسلامی ہیں وغیرہ لیکن اسلام کی روح اورجان نہیں پائی جاتی ،اسلامی معاشرے سے روح اسلام ختم ہوچکی ہے ،اسی وجہ سے علامہ اقبال اعتقادرکھتے تھے اسلام کی حیات کی تجدیدضروری ہے اوریہ کوئی ناممکن کام نہیں ہے اس لئے اصل اسلام ابھی زندہ ہے کیونکہ خداکی کتاب اورسنت پیغمبرﷺ موجودہے اوریہ ایسی

زندہ چیزیں ہیں کہ ابھی تک ان سے بہتر چیز کوئی نہیں پیش کرسکا۔

پھر فرماتے ہیں کہ " حیات اسلامی اور حیات تفکر اسلامی" جیسی اصطلاحات خود قرآن سے ماخوذ ہیں، کوئی من گھڑت چیز نہیں، یہ دو زندگی کی واضح اور روشن علامتیں ہیں، کسی معاشرے کے افراد کا آپس میں اتحاد اس معاشرے کی زندگی کی علامت ہے،اور افراد کاایک دوسرے سے اختلاف اس معاشرے کے مردہ ہونے کی دلیل ہے"۔

دینی کج فکری کے خلاف جنگ

شہید مطہری ایک ایسے دینی رہبر تھے جوان انحرافات اور کج فکریوں کے خلاف جنگ کرنے میں کسی بھی مصلحت اندیشی اور چشم پوشی سے کام نہیں لیتے تھے،جنہیں دین کے نام پر پیش کیا جاتا تھا،اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں:"اس طرح کے انحرافی افکار دو طرح سے نفوذ کرتے ہیں؛ایک دشمنوں کی

طرف سے وہ اس طرح کہ جب کوئی اجتماعی تحریک عروج پر پہونچتی ہے اور دوسرے مکاتب فکر اس کے تحت الشعاع چلے جاتے ہیں تو ان مکاتب فکر کے پیروکار اس تحریک میں نفوذ کرنے اور اس کو اندر سے کھوکھلا کرنے کے لئے اس میں ایسے افکار وارد کر دیتے ہیں جو اس تحریک اور مذہب کی روح سے سازگار نہیں ہوتے اس طرح آہستہ آہستہ وہ تحریک اپنا اثر کھو بیٹھتی ہے اور ضعیف ہو جاتی ہے۔

اس کی مثال صدر اسلام میں بہت واضح طور پر پائی جاتی ہے ،جب اسلام عالم گیر پیمانہ پر پھیل گیا اور اس کا چرچا ہر جگہ ہونے لگا تو اسلام کے نام پر لوگوں نے اپنے من گھڑت خیالات کو پیش کرنا شروع کیا،اسرائیلیات ،مجوسیت اور مانویات جیسے مفاہیم اسلام کے نام پر حدیث،تفسیر اور دیگر علوم اور عقائد اسلامی میں وارد کئے گئے ،اور اس کا نتیجہ جو ہوا وہ ناگفتہ ہے ،خوش قسمتی سے علماء اسلام (البتہ ائمہ معصومین علیہم السلام کی تعلیمات کی روشنی میں)اس

نکتہ کی طرف متوجہ ہوگئے اور کافی حد تک اس ناسور کا مقابلہ کرنے میں کامیاب رہے۔

دین کو کبھی دوستوں کی طرف سے بھی نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور وہ اس طرح سے کہ بعض اوقات دین کے پیروکار لاعلمی کی بنیاد پر بعض دیگر مکاتب فکر کے نظریوں سے متاثر ہوجاتے ہیں، اور جان بوجھ کر یا انجانے میں ان نظریوں کو دین کا نام دے دیتے ہیں۔ (بررسی اجمالی نہضت ہای اسلامی درصد سالہ اخیر، ص۸۸)

استاد مطہری خود بھی ان انحرافات کے مقابل میں ڈٹے رہے اور محکم دلیلوں کے ساتھ پوری قدرت سے ان کا مقابلہ کرتے رہے اور اعتقادی مسائل میں انحرافات سے مقابلہ کرنے کے سلسلہ میں کبھی مصلحت اندیشی سے کام نہیں لیا اور پورے خلوص کے ساتھ غلط افکار کا روشن اصولوں کے مطابق مقابلہ کرتے رہے۔

آپ کی یہ جنگ صرف دینی انحرافات تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ آپ سیاسی انحرافات کو بھی برداشت نہیں کرتے تھے اور ان کے مقابلہ میں بھی اٹھ کھڑے ہوتے تھے

۱۳۵۶ھ.ش. ایرانی انقلاب کے اوج کا زمانہ تھا اس دوران آپ نے دیکھا کہ بنی صدر نے علماء کی رہبری کے بارے میں مقالہ لکھا ہے، اس نے لکھا تھا کہ علماء روحانی رہبر ہوتے ہیں اور انہیں سیاست سے کوئی مطلب نہیں ہوتا لہذا ایک سنتی اور روحانی رہبر ایک طاقتور تحریک کی سربراہی نہیں کرسکتا، اگر یہ لوگ کسی ملک کی باگ ڈور سنبھال لیں تو پھر اس ملک کی کشتی ڈوبنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے، جب بنی صدر کا مقالہ آیا تو یقیناً وہ ایک حساس موقع تھا اور اس وقت اجتماعی ساکھ کو محفوظ رکھنا ضروری تھا لیکن شہید مطہری نے کسی مصلحت اندیشی اور اور حالات سے سمجھوتے کی فکر کئے بغیر اس مقالہ کا منھ توڑ جواب دیا، آپ نے ایک طرف تاریخ سے ایسے حوالے دیئے کہ جہاں علماء نے

بطور احسن حکومتوں کو چلایا ہے اور دوسری طرف دنیاوی سیاست مداروں کی ناکامیابی کے نمونہ بھی پیش کئے ،آپ نے واضح کیا کہ اسلام ہمارا ہدف ہے نہ کہ دنیا حاصل کرنے کا وسیلہ اور ہمارا مقصد حکومت اسلامی قائم کرنا ہے اور ظاہر ہے حکومت اسلامی ایسے افراد ہی کے ذریعہ قائم کر سکتے ہیں جو اسلام کی روح سے واقفیت رکھتے ہوں ،صرف یونیورسٹی سے اسلام شناسی کی سند دریافت کر لینا روح اسلام سے واقفیت کے لئے کافی نہیں ہے ،بلکہ اس کے لئے خون جگر پینا پڑتا ہے لہذا یہ روشن فکر افراد جو اصلاح اور خدمت خلق کا دم بھرتے ہیں ان کے لئے بہتر ہے کہ یہ کسی دوسرے محاذ پر خدمت انجام دینے کی سوچیں اور دین کو اہل دین کے لئے چھوڑ دیں،دین کی خدمت وہی افراد کر سکتے ہیں جنہوں نے دینی ماحول میں پرورش پائی ہو جو صبح وشام دین کی باتوں اور دین کی ترویج میں صرف عمل رہے ہیں۔

دین کی برتری ثابت کرنے کی فکر

اسلام کی عزت اور اسکے قلمرو کی حفاظت کے ساتھ قرآن کی منطق کی دیگر تمام منطقوں پر برتری ،معاشرہ میں احکام دین کی ترویج ،وحی کے معارف اور حقائق کی تعلیم ،نیز اپنے شاگردوں کی تعلیم وتربیت آپ کی زندگی کا حقیقی نصب العین شمار ہوتے ہیں آپ کی کوشش یہ تھی کہ لوگوں کی زندگی کو اسلامی افکار اور دینی اقدار کے مطابق ڈھالا جائے لوگ نفاق اور جھوٹ کو اپنی زندگی سے یکسر ختم کر دیں۔

گھریلو زندگی کے مسائل اسلام میں خواتین کے حقوق کا نظام اور اسلام اور زمانہ کے تقاضے وغیرہ ایسے مسائل ہیں کہ جن کو آپ نے معاشرے کے سامنے پیش کر کے دین کی برتری ثابت کرنے کی کوشش کی اور لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ دین اسلام کسی بھی میدان میں انسان کو تنہا اور بے یار ومددگار نہیں چھوڑتا۔

استاد مطہری نے دین کی برتری کو ثابت کرنے اور یہ بتانے کے لئے کہ دین انسان کی زندگی کے ہر گوشہ سے متعلق احکام اور اس کی ہر بیماری کا علاج رکھتا ہے کچھ اصول اور قواعد بتائے ہیں جن میں بعض یہ ہیں:

۱۔ دین کے تمام تعلیمات فطرت سے ہم آہنگ ہیں

استاد مطہری کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر دین کے حقایق اور معارف کا حسن انسان کی پاک فطرت اور عقل سلیم پر اجاگر کر دیا جائے اور انسان کو دین کی ضرورت کا احساس دلایا جائے تو لوگ خود بخود دین کی طرف آئیں گے اور نہ صرف یہ کہ دین پر عمل کریں گے بلکہ اس کی حفاظت بھی کریں گے اور اس کی تبلیغ بھی ؛ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ لوگوں کے اندر ہم دین کی ضرورت کے احساس کو بیدار کریں اور اس ضروری چیز کو ضرورت مند بشریت کے سامنے پیش کرنے کا ہنر جان لیں

۲۔ دین میں انقلاب کی روح پھونکنا

اسلام انقلابی دین ہے یہ انسان کو بلند اقدار کی طرف لے جاتا ہے خدا بھی بلند مقاصد اور بزرگ اہداف کو پسند کرتا ہے اور اپنی مخلوق کو اعلیٰ امور کی دعوت دیتا ہے۔

قرآن اور اسلام کی مسلمانوں کی عزت پر تاکید، قرآن مجید کی تعلیمات کی برتری کا اہتمام ،بلندی اور ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کے لئے اپنی پوری قوت کو استعمال میں لانے کی دعوت یہ تمام چیزیں اسلام کے وجود میں نوید انقلاب کی عظیم دلیل ہیں۔

استاد مطہری مسلمانوں کے انحطاط کا ایک سبب دین سے انقلاب کی روح کا جدا ہونا جانتے ہیں آپ کہتے تھے کہ کربلا صرف گریہ کرنے کے لئے وجود میں نہیں آئی بلکہ اس سے ہم کو انقلاب کا درس لینا چاہئے ائمہ معصومین انسانی زندگی کے لئے ہر ہر قدم اور ہر ہر جہت سے نمونہ عمل ہیں آپ کی کوشش یہ تھی کہ لوگوں کے دلوں سے اس فکر کو نکال دیں

کہ ہم کہاں اور ائمہ معصومین کہاں؛ ہم بھلا ان تک رسائی کیسے حاصل کر سکتے ہیں کہاں ہم خاک کے پتلے اور کہاں وہ نور کے پیکر، ؟درست ہے کہ ائمہ کی منزلت بہت بلند ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ان کی راہ پر نہیں چل سکتے۔(مجلہ حوزہ ،ش،۷ ،۶،ص۱۳)

۳۔دین کے چہرے سے خرافات کی غلاظتوں کو دور کرنا

اصلاحی تحریکوں کے لئے ،خرافات ،جاہلانہ تہذیب کے باقیماندہ اثرات اور دین سے بے گانہ رسم ورواج سب سے پیچیدہ رکاوٹیں ہیں یہ رسم ورواج اس وقت اور زیادہ خطرناک ہوجاتے ہیں جب دینی رنگ اختیار کر لیتے ہیں اسی لئے انبیاء اور معصومین کا سب سے بڑا جہاد خرافات کے مقابل میں تھا،ایسی ثقافت سے مقابلہ جو بظاہر مقدس تھی زمانے کے مقدس ترین افراد اس کی پشت پناہی کرتے تھے اور اپنی پوری قوت سے اس کی ترویج کرتے تھے ان لوگوں نے اپنے ذاتی مفاد کی

خاطر لوگوں کو دین جیسی قیمتی اور زندگی ساز دولت سے محروم کرر کھا تھا۔

استاد مطہری اپنی پوری طاقت کے ساتھ خرافات پھیلانے والوں کے خلاف اٹھے اور لوگوں کے شور غل سے ذرہ برابر بھی خوفزدہ نہیں ہوئے کفر کے فتوے اور طرح طرح کے الزامات بھی آپ کو اس راہ پر چلنے سے نہ روک سکے آپ نے اپنی جنگ کو جاری رکھا اور دین اسلام کی مقدس تعلیمات کے درمیان پیدا کی گئیں خرافات کی نشان دہی کرتے رہے آپ نے اس جہاد میں اتنی کوشش کی کہ دوسرے افراد آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور بہت سے لوگ آپ کے قافلہ کے ساتھ آپکے ہمراہ ہو گئے۔(مجلہ حوزہ ،ش۷ ،۶،ص۱۴)

۴۔عقل محوری

استاد مطہری کا یہ عقیدہ تھا کہ جو لوگ صرف ظاہر پر اکتفا کرتے ہیں اور منقولات سے آگے بڑھنے کی جرأت

اور ہمت نہیں رکھتے ایسے افراد دوسری تہذیبوں سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے بلکہ جو افراد اپنی منزلت کو سمجھتے ہیں اپنی قیمت کو پہچانتے ہیں اور عقل و منطق کا سہارا لیتے ہیں فکروں کی جولانی میں وہی لوگ بلند مقام حاصل کرسکتے ہیں ،اسلام بھی عقل محوری پر زور دیتا ہے اور اندھی تقلید کا سخت مخالف ہے۔

۵۔اسلام کی سرحدوں کی نگہبانی

گزشتہ زمانہ میں الحادی فکریں اتنی زرق و برق کے ساتھ جلوہ گر نہیں ہوئی تھیں دیگر طاغوتی طاقتیں اتنی آب وتاب کے ساتھ حملہ آور نہیں ہوتے تھے ثقافتی یلغار کا اتنا زیادہ بول بالا نہیں تھا جتنا آج کے زمانے میں ہے دوسری حکومتوں پر قبضہ کرنے کے لئے تلوار کی چمک اور سکوں کی کھنک کام میں لائی جاتی تھی لیکن اب زمانہ بدل چکا ہے آج کے زمانے میں سب سے پہلے ملحدانہ فکریں بیہوش کرنے والی گیس کی طرح پورے

ملک پر چھا جاتی ہیں اور اس سرزمین کے لوگوں کو بدمست اور اپنے سے بے خبر کردیتی ہیں جب لوگ پوری طرح بیہوش ہوجاتے ہیں انھیں اپنی فکر نہیں رہتی تو پھر دشمن اسلحوں سے لیس فوج کو اس ملک میں بھیجتا ہے وہ اسلحہ توپ ٹینک اور گولا بارود نہیں ہوتا بلکہ جدید ٹکنالوجی اور بظاہر ملک کی تعمیر کے وسائل ہوتے ہیں لوگ پہلے سے ہی مدہوش ہوچکے ہوتے ہیں لہذا ان کی باتوں کو بہ آسانی قبول کرکے ان کے آبادی اور عمرانی کے جھوٹے نعروں کے پیچھے دوڑ پڑتے ہیں اور حملہ آور ملک بہت آسانی سے ان لوگوں پر قبضہ جمالیتا ہے۔ایسے زمانہ میں لوگوں کو اس قید سے آزاد کرنا بڑا سخت ہے کیونکہ انسانوں کے اذہان دشمنوں کی باتوں سے بھرے ہوئے ہیں ان باتوں کو ذہن سے نکال کر اس میں اپنی بات پہنچانا بہت مشکل کام ہوتا ہے اس کے علاوہ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ دشمن نے کس جگہ سے گھات لگائی ہے اور کس اسلحہ کا استعمال کیا ہے کیونکہ اس

کی تشخیص کیے بغیر اس کے حملے کو ناکارہ بنانا ممکن نہیں

استاد مطہری ان باریکیوں اور پیچیدگیوں سے آشنا تھے اور اسی آشنائی کے مطابق اس ثقافتی یلغار کے خلاف ایک بہادر سپاہی کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے تھے آپ اسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرنے والے ایک سچے ،ہوشیار،اور بہادر سپاہی تھے آپ دشمن کی چھوٹی بڑی تمام نقل وحرکت کا بغور جائزہ لیتے تھے اور ایمان کی قوت کے ساتھ ماہرانہ طریقہ سے دشمن کے حملوں کو ناکام کر دیتے تھے۔

آپ اچھی طرح جان چکے تھے کہ جدید فکریں صرف ادیان الٰہی ہی سے مقابلہ کرنے پر اکتفاء نہیں کریں گی بلکہ اس کی جگہ پر ملحدانہ افکار کی جانشینی کی فکریں ہیں یہ افکار انسان کو یہ باور کرانے کی کوشش میں ہیں کہ نئے افکار ہی بشریت کو نجات دلا سکتی ہیں شہید مطہری نے ان سب باریکیوں کو نظر میں رکھ کر دشمن سے مقابلہ پر کمر کس رکھی تھی ،آپ

دقیق مطالب کو بالکل سادہ زبان میں اس طرح بیان کر دیتے تھے کہ طالب علم بہت آسانی سے ان کو سمجھ لیتا تھا آپ کی اسی صفت نے آپ کو حوزہ اور یونیورسٹی کے طلاب کے درمیان ہر دل عزیز بنا رکھا تھا۔

فلسفہ کو سادہ زبان میں بیان کرنا لوگوں کو اسلامی فلسفہ سے آگاہ کرنا اور لوگوں کے ذہنوں سے فلسفہ کے سلسلہ میں حقارت کو دور کرنا استاد مطہری ہی کا کام تھا۔(مطہریؒ مطہر اندیشہ ہا ،ص۵۲۱)

استاد مطہری مبلغین کے بارے میں بھی یہی فرماتے تھے کہ وہ مبلغ اپنی تبلیغ میں اور وہ دعوت کرنے والا اپنی دعوت میں کسی نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ جس کا بیان مکمل حقیقت پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ سادہ اور واضح ہو۔(مجلہ بصائر،مقالہ :ضرورت تحول درابزار وشیوہ ہای تبلیغ بانگرش بر آثار استاد مطہری ،ش۱ ،ص۱۷)

استاد مطہری کی تدریس کا طریقہ کار

کسی بھی معاشرے کی ترقی یا تنزلی میں استاد اہم کردار ادا کرتا ہے اگر استاد خدا ترس ہو معاشرہ بھی خدا ترس ہو جاتا ہے اور اس کے برعکس اگر استاد بے دین ہوتا ہے تو معاشرہ کے بے دین ہونے میں کافی بڑا کردار ادا کرتا ہے۔

استاد مطہری حقیقت میں ایک معاشرہ ساز معلم تھے آپ معاشرہ کی نبض کو خوب پہچانتے تھے آپ اپنی تدریس میں شاگرد کی ضروریات کا بھی خیال رکھتے اور ماحول اور معاشرہ کا بھی اور ساتھ ہی ساتھ اسلام کے اصول اور قوانین کو بھی مد نظر رکھتے تھے ہم یہاں استاد کی تدریس کی بعض خصوصیات بیان کر رہے ہیں۔

۱۔استاد مطہری کے اسلوب تدریس میں ایک اہم بات یہ تھی کہ آپ بحث میں وارد ہونے سے قبل اس بحث کا ایک تاریخی مقدمہ بیان کرتے تھے۔ اپنے عمیق مطالعہ کی مدد

سے موضوع گفتگو کے سلسلہ میں موجود دانشوروں کے اقوال اور اس موضوع کی تاریخی حیثیت بیان کرتے تھے تاکہ شاگرد یہ نہ سمجھے کہ یہ بحث نئی ہے اس مقدمہ سے شاگرد پوری طرح آمادہ ہو جاتا تھا اور ذوق و شوق کے ساتھ بات سنتا تھا۔

۲۔آپ منطق اور فلسفہ میں مہارت رکھتے اور ایک قوی فکر کے مالک تھے لہذا آپ دینی تدریس میں اپنی فکر کے ساتھ ساتھ ،منطق اور فلسفہ سے پورا فائدہ اٹھاتے تھے اور خوب جانتے تھے کہ کون سی بات کس طریقہ سے کہنی چاہیے۔موضوع کی حقیقت اور اس کے جانبی مسائل کو الگ الگ بیان کر کے ان کے درمیان منطقی ربط دیتے تھے جس سے موضوع، اصلی ارکان ،فرعی اور جانبی مسائل پوری طرح واضح ہو جاتے تھے۔

۳۔آپ کی ایک نمایاں خاصیت یہ تھی کہ آپ اپنے درس کے موضوع سے باہر نہیں جاتے تھے آپ بحث کی

حدوں کو اچھی طرح جانتے تھے ایک بات کی وضاحت کرتے تھے اسی موضوع کو آگے بڑھاتے تھے۔اور جب تک بات شاگردوں کے لئے واضح نہ ہوجائے مختلف مثالوں اور مختلف طریقوں سے اسے بیان کرتے رہتے تھے۔

جس طرح آپ خود موضوع سے خارج نہیں ہوتے تھے اسی طرح اپنے شاگردوں کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ مختلف سوالوں کے ذریعہ بحث سے باہر نکلیں۔

۴۔استاد مطہری بہت سادہ زبان میں درس دیتے تھے موضوع گفتگو چاہے کتنا ہی سخت اور پیچیدہ کیوں نہ ہو آپ اسے اس طرح آسان کرکے بیان کرتے تھے شاگرد عش عش کر اٹھتے۔

۵۔آپ اپنے پورے وجود اور دل کی گہرائیوں سے تدریس کرتے تھے تدریس کرتے وقت آپ کی آواز بلند اور دلنشین ہوتی تھی پختہ دلائل اور دلچسپ انداز میں

گفتگو کرتے تھے جس کی وجہ سے نہ خود تھکتے تھے اور نہ شاگردوں کو خستگی اور سستی کا احساس ہونے دیتے۔

۶۔آپ کا پورا وجود علم سے سرشار تھا علم کے درخت کی جڑیں آپ کے وجود کی گہرائیوں تک پہونچ گئی تھیں آپ درخت علم کی اپنے خون جگر سے سینچائی کرتے تھے۔اسے ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھنے کے لئے اپنے پورے وجود سے کوشاں رہتے ،اسی وجہ سے آپ کا درس ہمیشہ شاداب اور تازہ رہتا تھا،آپ کبھی اپنے مطالعہ کو ترک نہیں کرتے تھے اگر کوئی مسئلہ درپیش ہوتا اور اس کے سلسلہ میں آپ کو کوئی نئی کتاب مل جاتی تو اپنی گزشتہ معلومات پر اکتفاء نہ کرتے۔ بلکہ اس جدید کتاب کا بھی مطالعہ کرتے اور معاصر دانشمندوں کے افکار کے مطابق تازہ ترین نظریات پیش کرتے۔اسی وجہ سے آپ کا درس ہمیشہ تازہ اور نیا رہتا۔

۷۔استاد مطہری اپنے اساتید کا بہت احترام کرتے تھے

اورتدریس کے وقت اگرکسی استاد کا قول نقل کرتے توان کانام پورے القاب اورنہایت احترام کے ساتھ لیتے، آپ کے عظیم الشان اساتید میں حضرت آیت اللہ بروجردی ،حضرت آیت اللہ علامہ طباطبائی حضرت امام خمینی قابل ذکرہیں۔

۸۔علوم کے باہمی رابطہ سے آپ بخوبی واقف تھے اوردرس کے دوران اس رابطہ کوبیان بھی کرتے تھے ،اگرضروری سمجھتے توایک موضوع کومختلف علوم کی روشنی میں واضح کرتے ،جس سے آپ کے مختلف علوم پراحاطہ کاپتہ چلتاہے۔

۹۔آپ کے دروس عام طورسے جہت دہی سے ہوتے یعنی شاگردکواحساس ہوجاتاکہ یہ گفتگواس کے کس فائدہ کی ہے اوراس سے کس جگہ پراستفادہ کیاجاسکتاہے آپ کادرس صرف چندگھسی پٹی باتوں اوراعتباری مطالب پرمشتمل نہیں ہوتاتھا۔

۱۰۔آپ کے درس کی ایک اہم خاصیت یہ تھی کہ

آپ جودرس دیناچاہتے تھے پہلے خوداسے ہرزاویہ سے مکمل طورپرسمجھتے تھے ،آپ کے درس میں آنے والابخوبی سمجھ سکتاتھاکہ آپ نے اپنی شاگردی کے دوران اسی درس کوبخوبی سمجھاہے اوردل وجان سے حاصل کیاہے،جب تک کسی موضوع پرپوری طرح تسلط حاصل نہیں ہوتاآپ اس کی تدریس نہیں کرتے تھے۔

۱۱۔اپنے درس میں اگرکسی کی بات پرتنقیدکرناہوتی توباکمال احترام اس شخص کاتذکرہ کرتے کبھی بھی کسی کی شخصیت کی توہین نہیں کرتے تھے۔

۱۲۔اگرآپ کوکسی کتاب پرتبصرہ کرناہوتاتومطالعہ کے دوران اس پرحاشیہ لگاتے اورتنقیداورتبصرہ کے بعدشاگردوں سے بھی کہتے کہ آئندہ درس میں اس کامطالعہ کرکے آئیں اورمیری گفتگوپرتبصرہ کریں۔

استاد کی نظر میں مطالعہ کا طریقہ

استاد مطہری بے نظم اور بے قاعدہ مطالعہ کے مخالف تھے اسی لئے فرماتے تھے کہ لوگ ہوش واستعداداور فہم وحافظہ کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں ، سمجھدار لوگ اپنے حافظہ سے صحیح استفادہ کرتے ہیں جب کہ ناسمجھ لوگ سوچتے ہیں کہ حافظہ ایک انبار کے مانند ہے جسے ہمیشہ بھراہواہوناچاہیئے اورہمیشہ اس میں چیزیں بھرتے رہناچاہیئے۔

ایک سمجھدارانسان اپنے حافظہ سے صحیح فائدہ اٹھانے کے لئے سب سے پہلاقدم جواٹھاتاہے وہ یہ کہ اپنے حافظہ کی قدرشناسی کے سبب ہرچیزاس میں بھرنے سے پرہیز کرتاہے اوریہ خیال رکھتاہے کہ اسے اپنے ذہن اورحافظہ میں کون ساعلم محفوظ کرناہے اورکس بے فائدہ معلومات سے بچناہے پھرفائدہ مندمعلومات میں سے بھی جوچیزیں زیادہ نفع بخش ہیں ان کومحفوظ کرلیتاہے اورایک امانتدارکی طرح نہایت

غوروفکر سے اپنی معلومات کو ترتیب دیتاہے انسان کے لئے ضروری معلومات ذہن وحافظہ میں منظم طریقے سے محفوظ نہ ہوجائیں تب تک کسی دوسرے موضوع کے سلسلہ میں مطالعہ نہ کرے کیونکہ اگرانسان آج مثال کے طورپرتاریخ کامطالعہ کرے کل نفسیات سے متعلق کتب کامطالعہ کرے اوراس کے بعد پھرکسی تیسرے موضوع کے سلسلہ میں مطالعہ کرے توگویااس کاحافظہ ایک بے نظم انبارکے مانندہوجائے گا۔

سمجھدارانسان ایک ہی موضوع کے سلسلہ میں تمام لازمی کتابوں کامطالعہ کرکے حاصلہ معلومات کومنظم صورت میں ذہن نشین کرتاہے پھرکسی دوسرے موضوع کے سلسلہ میں مطالعہ کرتاہے ایسے شخص کااگرحافظہ کمزوربھی ہوتووہ اس سے بہترین استفادہ کرسکتاہے اوراس کے ذہن کی مثال اس کتب خانہ کہ سی ہوگی جہاں کتابیں منظم ومرتب رکھی ہوں لہذاانسان جب چاہے ہرموضوع سے متعلق کتاب کوآسانی سے

حاصل کرسکتا ہے لیکن اگر ایسا نہ ہو تو کتب خانے میں ہزاروں کتاب ہونے کے باوجود کسی موضوع کے بارے میں کتاب حاصل کرنا بیکار ہے۔

استاد کی نظر میں تحقیق کا طریقہ

استاد اپنی زندگی کے ہر پہلو کی طرح تحقیقی میدان میں بھی منظم تھے۔لہذا کسی بھی موضوع کے سلسلہ میں خلاصہ نویسی اور اہم نکات کو منظم صورت میں یادداشت کرنا ہی ان کا شیوہ تھا لہذا آپ کی یادداشتیں دو طریقے کی تھیں:

ا۔ایسی یادداشتیں جو کسی خاص موضوع سے متعلق تھیں جیسے کہ قرآن ،حضرت علی علیہ السلام ،فلسفہ وغیرہ۔

۲۔ایسی یادداشتیں جو مختلف موضوعات سے متعلق تھیں اور ان کے سلسلہ میں ابھی کام باقی تھا۔

تحقیق کے سلسلہ میں دوسرا اہم نکتہ یہ تھا کہ تحقیق ایسے موضوع کے بارے میں ہونا چاہئے جو سماج کی ضرورت ہو،شاید اسی وجہ سے بے فائدہ تحقیقوں کو دیکھ کر استاد کبیدہ خاطر ہوتے تھے۔

علمی ودینی مطالب پیش کرنے کی جدید روش

استاد علمی اور دینی مطالب پیش کرنے میں دو خصوصیت کے حامل تھے:

ا۔ان کی کوشش ہوتی تھی کہ مطالب عام فہم اور جذاب ہوں۔

۲۔مطالب پیش کرنے میں سماج کی ضرورتوں کو ملحوظ رکھتے تھے۔

منافقانہ افکار کی نقادی میں آپ خاص مقام رکھتے تھے کیونکہ آپ نے دوسروں سے کافی پہلے اس خطرے کو محسوس کرلیا تھا۔آپ کے زمانے میں کفروشرک ونفاق جدید روش اور جدید تصویر کے ساتھ ظہور پذیر ہورہے تھے اسی سبب آپ نے نہایت ظرافت کے ساتھ اسلام کا دفاع کرتے ہوئے اسلام کی حقیقی فکر سے لوگوں کو آشنا کیا اور اپنا فرض ادا کیا اور آخری لمحات تک دین اور ولی فقیہ کی حمایت کرتے رہے۔

یونیورسٹی، عوام اور جوان

استاد مطہری نے ۲۵سال سے زیادہ یونیورسٹی میں منعقد سیمنار،علمی نشستوں اور مباحثوں ،اساتید وطالب علم سے ملحق رہتے ہوئے وہاں موجود کج فکریوں ، ناپختہ اندیشوں اور نفسیاتی مشکلات کا مقابلہ کیا۔

آپ کی علمی شخصیت اور سنجیدہ گفتگو نے یونیورسٹی کے بگڑتے ماحول میں نہایت مثبت اثر ڈالا چنانچہ ایک اسلام شناس کے عنوان سے بھی آپ یونیورسٹی میں مقبول خاص وعام تھے۔

عام لوگوں کے ساتھ آپ کا رابطہ ہمیشہ برقرار رہا اور علمی مصروفیات کے باوجود کبھی آپ نے عوام کے درمیان گفتگو سے پرہیز نہیں کیا۔عوام کے درمیان بھی ایسے مسائل کے بارے میں گفتگو کرتے رہے جن کی سماج کو ضرورت تھی اور اس طرح عمیق سے عمیق مسئلوں کو بھی سادہ زبان میں لوگوں تک پہونچاتے رہے۔

استاد مطہری ایسے کامیاب علماء میں سے تھے جنہوں نے اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ جوانوں کی راہنمائی کے لئے وقف کر دیا تھا کیونکہ ان کی نظر میں جوان ملک و قوم کا مستقبل ہیں لہذا ان کی راہنمائی اور ہدایت کو ہدف مانتے تھے۔

البتہ جوانوں سے ملنے جلنے کا طریقہ بہت اہم ہے اور اس میں افراط و تفریط نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔لہذا استاد مطہریؒ اپنی فراست اور سنجیدگی کی بنیاد پہ جوانوں کے احساسات و افکار کو خوب سمجھتے اور ان کا احترام کرتے تھے۔

•••